ڈاکٹر وحید قریشی کے خطوط بنام ڈاکٹر مختار الدین احمد

(۱)

۲۰ فروری ۱۹۸۲ء

متصل اسلامیہ ہائی اسکول، گوجرانوالہ

مکرمی سلام علیکم!

۲، ماہ حال کا گرامی نامہ چند دن ہوئے گوجرانوالہ میں ملا۔ لائبریری چھوڑے ہوئے مجھے دو سال ہو چکے ہیں۔ وہاں شعبۂ فارسی میں تین سال ریسرچ اسکالر رہا۔ ۳۰، مارچ ۱۹۵۰ء کو تحقیقی مقالہ (فارسی نثر کے اسالیب بیان) یونیورسٹی کے حوالے کیا اور آج تک نتیجے کے انتظار میں ہوں۔۔۔ داد از حاکمانِ ناانصاف۔

آج کل اسلامیہ کالج گوجرانوالہ میں تاریخ پڑھاتا ہوں۔

آپ نے جن الفاظ میں حوصلہ افزائی فرمائی ہے اُن کے لیے آپ کا ممنوں ہوں[۱]۔ افسوس ہے قتیل پر میں صرف ایک قسط ہی لکھ سکا۔ اور اس کے بعد تحقیقی مقالے کی تدوین میں ایسا الجھا کہ اس موضوع کو نہ چھو سکا۔ پہلی قسط کے لیے میں نے مشفقی ڈاکٹر سید عبداللہ صاحب کو لکھ دیا ہے۔ چند روز میں وہ ارسال فرما دیں گے۔

'غالب نمبر' میں شرکت میرے لیے مسرت اور عزت کا باعث ہوگی۔ مقالے کا موضوع ہوگا 'غالب کا نظریۂ شعر' (لیکن اس کے لیے آپ سے ڈیڑھ ایک مہینے کی مہلت چاہتا ہوں۔ رواروی میں اچھا نہ لکھ سکوں گا) یہ تو معلوم نہیں اس نمبر کے لیے آپ کن موضوعات پر مقالے لکھوا رہے ہیں۔ دو اہم موضوع ذہن میں آتے ہیں۔ اگر ان پر بھی آپ لکھوا سکیں یا خود لکھیں تو غالبیات میں اضافہ ہوگا۔

۱۔ ''غالبیات'' کا تفصیلی جائزہ

۲۔ ''یادگارِ غالب'' (حالی) (حالی کے حالات سے تو ایسا ظاہر ہوتا ہے کہ انھیں غالب کے ساتھ شاید ڈیڑھ دو سال سے زیادہ رہنے کا موقع نہیں ملا)۔ حال ہی میں ''مقدمۂ شعر و شاعری'' کا ایک تنقیدی اڈیشن مرتب کیا ہے۔ اور پریس میں ہے۔ چھپنے پر ارسال کر سکوں گا۔ اسے بھی مکتبۂ جدید والے شائع کر رہے ہیں۔ شبلی والے رسالے کا دوسرا ایڈیشن غالب والا مقالہ لکھنے کے بعد تیار کرنے کا ارادہ ہے۔ آپ سے شبلی کی غیر مطبوعہ تحریروں کی نقول کا منتظر رہوں گا۔

آپ کا

وحید قریشی ایم اے (فارسی)، ایم اے (تاریخ)

مزید: غالب پر جو اصحاب مستقل کتابیں لکھ چکے ہیں اگر ان کی تصاویر کا اہتمام بھی آپ کر سکیں تو کیسا ہو؟ مثلاً مہر۔ عرشی۔ مہیش پرشاد۔۔۔

---

۱ مرزا محمد حسن قتیل پر ان کا مضمون پڑھ کر متاثر ہوا تھا اور انھیں پسندیدگی کا خط بھی لکھا تھا اور پنجاب یونیورسٹی لائبریری کے پتے پر بھیج دیا تھا۔ ساتھ ہی ساتھ علی گڑھ میگزین کے ''غالب نمبر'' کے لیے ان کا مضمون طلب کیا تھا۔

(۲)

۲۵،اپریل۱۹۵۲ء

گوجرانوالہ

میرے کرم فرما!

آپ کا گرامی نامہ ملا۔ سب سے پہلے مجھے اس بات کا اقرار کر لینے دیجیے کہ میں نے خطوں کے جواب میں تساہل سے کام لیا۔ اس کے لیے شرمندہ ہوں۔ اور اب تک مضمون نہ بھیج سکنے کا اور بھی زیادہ افسوس ہے۔ آپ کا عتاب بے وجہ نہیں۔ اس لیے بار بار معذرت کی ضرورت محسوس کرتا ہوں۔ کیا آپ کسی طرح مجھے ایک ہفتے اور مہلت دیں گے۔ ٹھیک ہفتے کے دن (یعنی بتاریخ ۳، مئی ۱۹۵۲ء) مقالہ یہاں کے ڈاک خانے سے پوسٹ ہو جائے گا۔ اب تک یہ مقالہ نامکمل رہ گیا تھا۔ اس لیے حلقۂ ارباب ذوق لاہور کا ایک تقاضا پورا کرنا پڑا۔ وہاں اس اتوار کو یعنی پرسوں ایک مقالہ بعنوان ''لکھنو کا دبستان شاعری'' (ڈاکٹر ابواللیث صدیقی) ایک ریویو پڑھنا ہے جس میں ڈاکٹر صاحب کی تحقیقی غلط فہمیوں پر کچھ روشنی ڈالنے کا ارادہ ہے۔ اس وقت بھی یہی مقالہ لکھ رہا ہوں اور اتوار کی دوپہر کو لاہور جا کر خود پڑھوں گا اس کے بعد یعنی سوموار کی صبح سے دن رات ایک کر کے غالب والا مضمون مکمل کروں گا۔

اب تک وعدہ پورا نہ کر سکنے کے باعث کس قدر شرمسار ہوں۔[1] آپ اندازہ نہیں کر سکتے۔

فوٹو حسب الحکم حاضر خدمت ہے۔ لیکن یہ اشاعت کے لیے نہیں صرف ''فوٹو بدل دوست'' بننے کی خاطر ہے۔ اشاعت کے لیے اگر ضروری ہوا تو آپ مجھے لکھیے گا تا کہ چکنے کاغذ پر نئی فوٹو بنوا کر روانہ کروں۔ یہ فوٹو دو چار سال پہلے کی اور دانے دار کاغذ پر ہے ایسے کاغذ سے بلاک نہیں بن سکتا۔ افسوس ہے اورینٹل کالج (میگزین) کے اپنے مضمون کا فرما نہ بھیج سکا۔ اب میرے پاس اپنے دو مضمونوں کی جو مطبوعہ کاپیاں تھیں ارسال کر رہا ہوں میں اپنے لیے لاہور سے اور لے آؤں گا۔

اکبر کے رقعات کے بارے میں میں نے مکتبے والوں سے بات چیت شروع کر رکھی ہے۔ کیا یہ وہی رقعات ہیں جو آپ نے ''علی گڑھ میگزین'' کے 'اکبر نمبر' میں شایع کرائے تھے۔ مکتبے والے کتاب تو خوب چھاپتے ہیں لیکن پیسے بہت کم دیتے ہیں اور دیر سے چھاپتے ہیں ''مقدمۂ شعر و شاعری'' کی کمپوزنگ کہیں اب جا کر شروع ہوئی ہے۔

ایفائے عہد پر کمربستہ
وحید قریشی

(۳)

۶، مئی ۱۹۵۲ء

گوجرانوالہ

برادرم! سلام علیکم

ابھی ابھی آپ کا ارسال کردہ پیکٹ ملا۔ حلقے والوں کو خط لکھوں گا اور تفصیل سے مطلع کروں گا۔ فی الحال از راہِ امتثالِ امر یہ چند سطور بطور رسید لکھ رہا ہوں۔

---

1. یہ خط اگر مجھے ملا تو محفوظ نہ رہ سکا۔

پچھلے خط میں میں نے انشائے معین زمجی کے مائی کرو فلم کے لیے لکھا تھا فی الحال اس کا تخمینہ بھیجیے۔ پنجاب یونیورسٹی کو لکھا ہے کہ مائی کرو فلم اس کا خرید لے۔ اگر یونیورسٹی مان گئی اور روپے کی ترسیل کا انتظام انھوں نے کر دیا تو پھر آپ کو مائی کرو فلم کے لیے لکھوں گا فی الحال صرف تخمینہ لکھوا کر بھجوائیے۔ والسلام

وحید قریشی

(۴)

مئی ۱۹۵۲ء

میرے محترم آرزو صاحب سلام علیکم!

۳ر مئی چند مہمانوں کی نذر ہو گئی۔ اور مضمون اتوار کو مکمل ہوا۔ ڈاک خانے بند تھے۔ مجبوراً آج رجسٹری بھیجتا ہوں۔ امید ہے مضمون آپ تک زیادہ بے وقت نہیں پہنچے گا۔ آپ نے تصویر کا شکریہ تو ادا کر دیا لیکن 'حسنِ طلب' پر غور نہیں کیا۔ خط کو ایک بار پھر دیکھیے۔

دس ماہ حال کو لاہور جا رہا ہوں۔ مکتبۂ جدید والوں سے مفصل گفتگو کروں گا۔ شبلی والی کتاب محض دوستی میں گئی تھی اور ایک ایڈیشن (ایک ہزار) چھاپنے کی اجازت دی تھی۔

مفصل خط ڈاک خانے سے واپس آ کر لکھوں گا۔

مضمون کے بارے میں اپنے تاثرات بھیجیے گا

مسودہ اور مضامین کے فرمے ایک ساتھ ہی پوسٹ کر رہا ہوں۔

آپ کا وحید قریشی

(۵)

یکم اگست ۱۹۵۲ء

گوجرانوالہ

قبلہ مختار الدین صاحب سلام علیکم!

آپ کا کارڈ مل گیا۔ میرے سوالات کے جواب میں آپ نے جس تلاش اور جستجو کا ثبوت دیا ہے۔ اس کے لیے میں آپ کا بہت ممنون ہوں۔ اپنے مقالے میں آپ کے مکتوبات کے حوالے سے فٹ نوٹ میں اتنا لکھوں گا کہ اس نسخے (سودا) پر ۱۱۶۶ھ ہے اور نسخہ سودا کی زندگی میں ۱۱۴۹ھ کے بعد لکھا گیا۔ باقی باتیں اس لیے میں نے روک لی ہیں کہ ممکن ہے آپ کسی مضمون میں ان نکات کے شائع کرنے کا خیال رکھتے ہوں۔[۱]

میگزین (علی گڑھ) کا 'اکبر نمبر' دیکھ رہا تھا۔ اس میں ''خطوطِ اکبر'' کے توضیحی نوٹوں میں آپ نے ایک جگہ شمس العلماء امجد علی صاحب کے بارے میں لکھا ہے کہ ''بعد کو متاخر انگریزوں نے اس خاندان کے افراد کو اپنی طرف مائل کرنے کی کوشش کی اور اخلاف میں بھی وہ زور و شور نہ رہا ورنہ ظاہر ہے کہ مکتوب الیہ انگریزوں کے دربار سے شمس العلماء کا خطاب کبھی قبول نہ

۱۔ آزاد لائبریری علی گڑھ میں دیوان سودا کا ایک قدیم نسخہ مخطوطہ ہے اس پر مکتوب الیہ کی طلب پر بہت مفصل اور جامع نوٹ لکھوا کر بھیج دیا تھا۔

کرتے''۔آپ کے ارشاد کا پہلا حصہ صحیح معلوم نہیں ہوتا، امجد علی صاحب کا اصلی نام مولوی محمد عیسیٰ (مولود تقریباً ۱۲۶۲ھ) تھا یہ مولانا یحییٰ علی صاحب کے بیٹے تھے اور انگریزوں کے خلاف سرحد کے جہاد میں شریک تھے۔ بعد میں اس خاندان نے تعلیمی پالیسی بدل کر سرسیّد کی طرح حکومت کی برہمی دور کرنے کی کوشش کی۔ان میں مولوی محمد حسن مرحوم نے بہت کام کیا اس طرح مولوی محمد عیسیٰ صاحب نے اپنا نام بدل کر امجد علی نام [کذا] رکھا۔انگریزی پڑھی۔ایم اے کیا اور پروفیسر گورنمنٹ میوسینٹرل کالج الہ آباد ہوئے[1]۔تیسرے مولوی عبدالقدیر نے جہاد سے واپسی کے بعد اپنا نام اشرف علی رکھا اور مختلف مقامات پر ''بچ بچ کر'' ملازمت کی (تفصیل کے لیے دیکھیے مسعود عالم ندوی کی ''ہندوستان کی پہلی اسلامی تحریک'' ناشر مکتبہ ملیہ اُردو بازار راولپنڈی، پاکستان ص ۱۱۰ تا ۱۱۲)

آپ مصروف ہوں گے زیادہ 'سمع خراشی' کیوں کروں۔

(۴، اگست ۱۹۵۲ء کو پوسٹ کیا گیا)

آپ کا وحید قریشی

جناب مختار الدین احمد
۵۔حالی روڈ، علی گڑھ

(۶)

۱۰، ستمبر ۱۹۵۲ء

گوجرانوالہ

میرے محترم

آپ کا کارڈ ملا۔میں نے ''مقدمۂ شعروشاعری'' کے تین اقسام کے کاغذ کے بارے میں استفسار کیا تھا۔نیز پوچھا تھا کہ ۱۸۹۳ء میں علی گڑھ میں ایف اے اور بی اے کا انگریزی کا نصاب کیا تھا؟ ان امور کے بارے میں آپ اطلاع دے سکیں تو ممنون ہوں گا۔کیوں کہ کتاب کمپوزنگ کے مراحل طے کر رہی ہے اور فی الحال ترمیم و اضافہ ہو سکتا ہے۔(آپ کو مغالطہ ہوا کہ میں نے حیاتِ جاوید کے بارے میں پوچھا تھا)۔آپ کے ذخیرۂ مکتوبات، کے بارے میں مکتبۂ جدید والوں سے بات چیت ہوئی تھی لیکن تجارتی نقطۂ نظر سے چونکہ ان کے لیے یہ کتاب زیادہ مفید نہ ہو سکتی تھی اس لیے انھوں نے دبے لفظوں میں معذوری ظاہر کی۔مکتوبات کے پرانے مجموعوں نیز اقبال نامے کی جدید جلد زیادہ نہیں بکے [بکی] اس لیے وہ مبہم باتیں کرتے رہے۔بعد ازاں مکتبۂ اُردو سے بات چیت شروع ہوئی تھی لیکن چوہدری برکت علی چل بسے اور معاملہ رہ گیا۔

گوجرانوالے میں ایک صاحب شاکر صدیقی ہیں جن کی ۶ نظموں پر علامہ اقبال نے اصلاح دی تھی۔ان کے پاس علامہ کے ۸ خطوط تاجور کے ۱۴ اور اختر شیرانی کے پانچ خط ہیں انھوں نے بھی مجموعہ ترتیب دیا ہے (مکتوبات کا پبلشر شاید مشکل سے ملے) اور دیباچہ بھی لکھا ہے۔اس دیباچے کا ایک حصہ بعنوان 'یادِ قلندر' میں نے محمی عارف عبدالمتین صاحب کو 'ماحول' کی اولین اشاعت کے لیے بھجوایا ہے۔ایک نظم (علامہ کی درست کی ہوئی) اس میں نظر سے گزرے گی۔خطوط میں سے چار انھوں نے مجھے دکھائے تھے اور ایک کا فوٹو گراف بھی اس شرط پر لینے کی اجازت دی کہ کتاب کے چھپنے سے پہلے اسے نہ چھپواؤں گا۔آپ کے لیے اس کی ایک کاپی بھیجوں گا۔جو آپ کے کمرے کی آرائش کے لیے ہے۔مدت ہوئی آپ کو اپنا فوٹو بھجوانے کو لکھا تھا

---

[1] قدیم اردو خطوط کا ایک مجموعہ مرتب کرنے کا خیال تھا۔

ہنوز البم آپ کے فوٹو کے منتظر ہیں۔ ویسے زیارت تو 'آج کل' کے 'غالب نمبر' میں ہوگئی تھی۔ لیکن مجھے تو ارسطو کی اصطلاح میں نقل چاہیے (افلاطون کی طرح) نقل در نقل نہیں۔ اس ماہ یہ مضمون لکھے ہیں۔

۱۔ مثنوی چندر بدن مہیار از سیف اللہ

۲۔ مصحفی اور اس کا کلام (مرتبہ ڈاکٹر ابواللیث صدیقی) پر ایک نظر

۳۔ اُردو تنقید غدر سے پہلے (لکھا جا رہا ہے)

اور ہاں ''مقدمۂ شعر و شاعری'' کے ایڈیشن کا انتساب آپ کے نام کیا ہے۔ امید ہے آپ کو کوئی عذر نہ ہوگا۔

آپ کا وحید قریشی

(۷)

۲۵، ستمبر ۱۹۵۲ء

میرے کرم فرما سلام علیکم!

آپ کا مفصل گرامی نامہ ملا۔ جوابات کی تلاش میں آپ نے جو محنت اٹھائی ہے، اس کے لیے میں آپ کا بہت ممنون ہوں۔ میرے پیش نظر پنجاب یونیورسٹی لائبریری کا نسخہ ''مقدمۂ شعر و شاعری مع دیوانِ حالی'' تھا جس کے شروع کا ورق (ٹائٹل) موجود تھا لیکن جہاں تک مجھے یاد پڑتا ہے ٹائٹل کا آخری ورق اس میں نہ تھا۔ نسخۂ ہذا رامپوری کاغذ پر تھا۔ اور ٹائٹل پیج کا کاغذ اس طرح 'جالی دار'' نہ تھا جیسا ارسال کردہ تراشے ہیں، بلکہ اس کی سطح چکنی تھی اور رنگ اس لفافے سے ملتا جلتا اور شاید ذرا گہرا تھا جس میں آپ نے خط بھیجا ہے۔

فوٹو کے لیے بھی احسان مند ہوں۔ ''اقبال نامہ'' جلد دوم کی کوئی کاپی گوجرانوالہ کے کسی کتب فروش کے پاس نہیں ہے لاہور جاؤں گا تو ارسال کر سکوں گا۔ اقبال کے بعض خطوط لاہور کے بعض روزناموں کے اقبال نمبروں میں بھی شائع ہوتے رہے ہیں مثلاً اخبار ''امروز'' (لاہور) اقبال نمبر ۲۲، اپریل ۱۹۴۹ (ٹائٹل پیج پر دو خطوں کا عکس۔ علامہ کے بہت سے غیر مطبوعہ خطوط کے عکس ۱۶، ۱۷ جو شاطر مدراسی سید نذیر نیازی اور سید محمد تقی کے نام ہیں)، اسی طرح ''امروز'' (اقبال نمبر) ۲۲، اپریل ۱۹۵۰ (اقبال کا ایک خط ص ۷) ''امروز'' (اقبال نمبر) ۲۲، اپریل ۱۹۵۱ء (علامہ اقبال کے بعض مکاتیب از مولانا غلام رسول مہر ص ۸، اقبال خطوط کیسے لکھتے تھے۔ از ڈاکٹر عبداللہ چغتائی (ص ۹) ''سول اینڈ ملٹری گزٹ'' (لاہور) علامہ اقبال کا خط بزبان انگریزی بنام مس فرگوسن ص ۳ اُردو خط (۲۱، اپریل ۱۹۵۱ء) بنام مولوی صالح محمد ایضاً ص ۵ وغیرہ وغیرہ۔

''مقدمۂ شعر و شاعری'' کی تدوین کا جو معیار آپ کے پیش نظر ہے اس کی راہ میں بعض مشکلیں تھیں ایک تو یہ کہ پبلشر پہلے ہی ضخامت ۵۰۰ صفحات ہو جانے سے گھبرا گیا تھا۔ دوسرے مولانا کے عربی اشعار اور عبارتوں کی نشاندہی میرے لیے ممکن نہ تھی۔ میں عربی نہیں جانتا (آج کل عربی کا قاعدہ پڑھ رہا ہوں)۔ تیسرے یہاں گوجرانوالہ میں رہتے ہوئے یونیورسٹی لائبریری سے استفادہ ممکن نہ تھا۔ میں اس کا ممبر ضرور ہوں اور ایک وقت میں چھ کتابیں ایشو کرا سکتا ہوں۔ اس سے زیادہ نہیں۔ اس لیے اس کی ترتیب میں زیادہ تر اپنی، کالج لائبریری اور یونیورسٹی کی دو چار کتابوں سے فائدہ اٹھا سکا ہوں۔ مقدمہ کی ترتیب یوں ہے:

۱۔ ''مقدمۂ شعر و شاعری'' پر لوگوں کی تنقید کے بعض اقتباسات۔

۲۔ متفرقات۔ جس میں ''مقدمۂ شعر وشاعری'' آغاز اور انجام کا حال لکھا ہے اس کے اثرات سے بحث کی ہے۔ اور حالی کی حمایت میں اور ان کے خلاف اس سلسلے میں جو کچھ ہوا اس کا مختصر حال دیا ہے۔

۳۔ شخصیت، اس میں مولانا کی شخصیت سے مفصل بحث کی ہے اور جا بجا فٹ نوٹوں میں ان کی بیاگرافی دی ہے۔

۴۔ مقدمہ کی تنقیدی حیثیت پر مفصل تبصرہ۔

۵۔ متن ۱۸۹۳ء کے نسخے کے مطابق کر دیا ہے اور کاتب کی غلطیوں کی نشان دہی کی ہے۔

۶۔ ضمیمۂ اول، اس میں مولانا کے اُردو اقتباسات کے مقابلے میں وہ انگریزی کے اقتباسات دیے ہیں جن کا خلاصہ یا ترجمہ مولانا نے دیا ہے۔ نیز مقدمے کے بعض اندراجات کی حمایت کے خلاف جو باتیں لوگوں نے لکھی ہیں جمع کر دی گئی ہیں (یہ ضمیمہ خاصا طویل ہے)۔

۷۔ ضمیمۂ دوم۔ اس میں حالی کے نظریۂ شعر کے بارے میں ان تمام تحریرات کو جمع کر دیا گیا ہے جو انھوں نے اپنی دوسری کتابوں میں لکھیں۔

۸۔ ضمیمۂ سوم۔ مقدمے کے بارے میں لوگوں کی وہ آرا جو محض فقرہ بازی نہیں ہیں بلکہ ان میں مقدمے کی بارے میں بعض Points سمجھائے ہیں۔

مقدمے کے پروف آنے شروع ہو گئے ہیں میں نے پبلشرز سے دو پروف بھیجنے کو کہا ہے۔ ایک پروف تصحیح کے لیے خود رکھوں گا اور دوسرا مشوروں کے لیے آپ کے پاس بھیجوں گا۔ معلوم نہیں تدوین کا یہ انداز آپ کو پسند آئے گا یا نہیں؟ میں نے اسے تحقیق کے بجائے تنقیدی کتاب بنانے کی کوشش کی ہے۔ زندگی میں اگر پھر کبھی موقع ملا تو اس معیار کو بھی پورا کروں گا جس کا آپ نے ذکر کیا ہے۔ خدا کرے کہ موجودہ حالات میں بھی اس کتاب کو آپ قابلِ اعتنا سمجھیں۔

مصحفی والا مضمون آپ کو پسند نہ آئے گا۔ کیوں Secondary Sources پر اس کی بنیاد رکھی گئی ہے۔ کیوں کہ اس میں یہ ثابت کرنا مقصود تھا کہ لیث صاحب نے ان کتابوں اور رسائل سے بھی فائدہ نہیں اٹھایا جن کا ذکر انھوں نے اپنی کتاب میں کیا ہے۔ اب ''مصحفی اور اس کا کلام'' کے بعد ''جرأت اور اس کا کلام'' بھی مارکیٹ میں آ گئی ہے۔

اچھا ہوا کہ اکبر کے خطوط کی اشاعت کا موقع نکل آیا۔ بزم اکبر کی مطبوعات تو نظر سے گزری ہوں گی۔ ایک کتاب (بیوگرافی) اکبر پر حیدر آباد دکن سے بھی حال ہی میں چھپی تھی۔

غالب کے بارے میں ایک نئی اطلاع یہ ہے کہ مرزا اصصام الدولہ فیروز آف لوہارو جو فسادات کے بعد سے گارڈن ٹاؤن لاہور میں قیام پذیر ہیں، ان سے اعتزاز الدین صاحب لوہارو کے قل پر ملاقات ہوئی تھی۔ وہ بتاتے ہیں کہ ان کے پاس علائی کی وہ تقریر موجود ہے جو انھوں نے دہلی سوسائٹی کے جلسے میں پڑھی تھی۔ نیز علائی کی قلمی بیاض بھی ہے جس میں غالب کی پچیس غیر مطبوعہ چیزیں (نظم کی) ہیں۔ اگر ''مطالعۂ غالب''[1] میں گنجائش ہو تو غالب کا کلام ہتھیانے کی کوشش کروں؟ یہ تو پہلے

---

[1] ''احوال غالب'' اور ''نقد غالب'' کے بعد ایک تیسری کتاب نوادر وغیرہ پر مشتمل مرتب کی تھی اس میں غالب کی تصانیف پر تبصرے بھی شامل تھے۔ بعد میں اس کا نام میں نے ''گنجینۂ غالب'' تجویز کیا تھا۔ ۱۹۵۳ء میں یورپ جانے سے پہلے میں نے اس کا مسودہ انجمن ترقی اردو کے حوالہ کر دیا تھا۔ قاضی عبدالغفار صاحب نے مسودہ طباعت کے لیے مکتبۂ جامعہ کے حوالے کر دیا تھا۔ جہاں سے ''نقد غالب'' شایع ہوئی تھی۔ قاضی صاحب کی ۱۹۵۴ء میں وفات کے بعد کچھ دن اختلال کا دور رہا۔ نہ کتاب چھپی نہ مسودہ مجھے واپس ملا۔ بہت محنت و تلاش سے اس کے لیے مضامین لکھوائے تھے۔ میری استدعا پر عابد مولانا، امتیاز علی عرشی مرحوم نے غالب کی نایاب تحریرات نظم ونثر کا قیمتی مجموعہ ''باغ دودر'' مرتب کیا تھا اس کتاب کا نسخہ انھیں سید وزیر الحسن عابدی (لاہور) سے ملا تھا۔ دہلی اور لاہور سے یہ کتاب بعد کو شایع ہوئی۔

بھی لکھ چکا ہوں کہ پنجاب یونیورسٹی نے ''دیوانِ غالب'' (اُردو) کا ایک قلمی نسخہ (عذر سے پہلے کا) خریدا ہے۔ جس کے بارے میں استاذی ڈاکٹر سید عبداللہ صاحب کی رائے ہے کہ غالب کے کلام کی تاریخی ترتیب میں اس سے بڑی مدد مل سکتی ہے[1]۔ فقط

آپ کا: وحید قریشی

مزید برآں: شخصیت والے باب میں مولانا حالی کے غالب کے ساتھ رہنے کا زمانہ متعین کرنے کی کوشش کی ہے اور یہ نتیجہ نکالا ہے کہ غالب اور حالی زیادہ سے زیادہ ڈیڑھ سال تک یک جا رہے اس لیے ''یادگارِ غالب'' لکھنے کے وہ اہل نہ تھے۔ اس کی تائید اس بات سے بھی ہوتی ہے کہ غالب کے حالات زندگی بیش تر آزاد کی آبِ حیات (ترجمۂ غالب) سے لیے گئے ہیں۔ مجھے شبہ ہے کہ مولانا اپنی خود نوشت سوانح عمری میں غالب سے اپنے تعلقات کو ایمانداری سے بیان نہیں کیا کرتے۔ اس باب میں آپ کی کیا رائے ہے؟

وحید

(۸)

یکم اکتوبر ۱۹۵۲ء

آرزو صاحب، سلام علیکم!

(معلوم نہیں یہ تخلص اب آپ کو پسند ہے یا نہیں)

اس سے پہلے ایک خط (رجسٹرڈ) جس میں علامہ اقبال کے خط کا عکس تھا، لٹن لائبریری کے پتے پر بھیج چکا ہوں۔ ابھی تک رسید نہیں ملی۔ ۵ ماہ حال کو لاہور جا رہا ہوں اور ایک دن وہاں رہوں گا۔ ۶ یا ۷ تاریخ کو ''اقبال نامہ'' جلد دوم ارسال کر سکوں گا۔ آپ نے اچھا کیا کہ میرے لیے ہندوستان سے کتابیں منگانے کے لیے راستہ کھول دیا۔ نولکشور پریس کی بعض کتابیں یہاں نہیں ملتیں۔ ان کی مجھے تلاش بھی ہے۔ لیکن یہ فرمائش اس وقت پر اٹھا رکھتا ہوں جب آپ یہاں کی کوئی اور کتاب طلب فرمائیں۔ اقبال نامے کا معاوضہ صرف اس قدر ہے کہ اب تک آپ کے جتنے مضامین (اُردو ریسرچ) چھپے ہیں ان کا ایک ایک فرمہ لے کر (مقالات کے اس مکمل مجموعے کی ایک خوبصورت سی جلد بندھوا کر) جلد از جلد روانہ فرما دیجیے۔ اب تک آپ کے جو مضامین میں نے پڑھے ہیں ان کی روشنی میں کہہ سکتا ہوں کہ میرے لیے یہ ایک گراں قدر تحفہ ہوگا۔

پاکستان میں حال ہی میں بعض کتابیں چھپی ہیں۔ استاذی ڈاکٹر سید عبداللہ صاحب کی دو کتابیں۔ ''بحث و نظر'' اور ''شعرائے اُردو کے تذکرے'' اسی طرح عبادت صاحب کی ''اُردو تنقید کا ارتقاء'' اور ''تنقیدی زاویے'' (کراچی) کے علاوہ اقبال کے غیر مدون کلام کا مجموعہ ''رختِ سفر'' اور ہمارے ڈاکٹر ابواللیث صدیقی صاحب کی ''مصحفی اور اس کا کلام'' اور ''جرأت اور اس کا کلام''۔ ان میں سے جو کتاب درکار ہو لکھیے اور اس کے بدلے میں، میں بھی بعض کتابیں منگوالوں گا (''بے فکر'' رہیے)۔ مجھے آپ کے مقالات کا ''شدت'' سے انتظار ہے۔

آپ کا

وحید قریشی

---

[1] دیوان غالب کا یہ وہی نسخہ ہے جسے ڈاکٹر سید معین الرحمٰن نے لاہور سے ''نسخۂ خواجہ'' کے نام سے شایع کیا۔

(۹)

۲۰ ،اکتوبر ۱۹۵۲ء

جناب آرزو

اس سے پہلے ایک مفصل خط مع عکس (علامہ اقبال کے خط کا) بذریعہ رجسٹری لٹن لائبریری کے پتے پر بھیج چکا ہوں۔ اور لاہور سے ''اقبال نامہ'' جلد دوم ۵۷ ایس ایس ویسٹ پر روانہ کر چکا ہوں۔ ا دونوں کی رسید سے تا حال محروم ہوں۔ ''اقبال نامے'' کی قیمت صرف اس قدر ہے کہ اپنے مضامین کے آف پرنٹس کی جلد بندھوا کر روانہ کیجیے۔ میرے لیے یہی سب سے قیمتی تحفہ ہے۔

(یہ خط دو پتوں پر ۵۷ ایس ایس ویسٹ اور ۵ حالی روڈ پر بیک وقت لکھ رہا ہوں۔ ایک نہ ایک خط ضرور آپ کو مل جائے گا۔)

آپ کا وحید قریشی

(۱۰)

۳۰ ،اکتوبر ۱۹۵۲ء

پیارے دوست!

آپ کا ۲۴ تاریخ کا لکھا ہوا کارڈ ملا۔ کاموں کے جس ہجوم کا آپ نے تذکرہ کیا ہے خدا کرے کہ مقالات کے طویل سلسلوں کا باعث ہوا ہو۔ ''نگار'' کے پچھلے پرچے میں داغ نمبر کے اشتہار میں بھی آپ کے ایک مقالے کا ذکر تھا۔ ایک ماہ تک اسے پڑھنے کا موقع تو نصیب ہو جائے گا۔ لیکن باقی مقالات سے استفادے کا موقع آپ کب دیں گے؟ میری پچھلی گزارش کو آپ نے شاید قابل اعتنا نہیں سمجھا حالانکہ میں خاصا Serious تھا کہ آپ اپنے اب تک کے مقالات کے زائد فرموں کو یک جا کر کے بھیجیں۔ اور میرے لیے یہی معاوضہ کافی ہے۔ ''اقبال نامے'' کو میری طرف سے تحفہ سمجھیے۔ ہاں اس کے بعد آپ جو کتاب پاکستان سے طلب کریں گے اس کے عوض میں یقیناً میں آپ سے ہندوستان کی بعض کتابیں منگواؤں گا۔ کیونکہ ہندوستان کی چھپی ہوئی کتابیں یہاں واقعی نہیں ملتیں۔

''اقبال نامہ'' جلد دوم اس وقت میرے پاس نہ تھی، جب میں نے اخباری تراشوں سے مکاتیب اقبال کے حوالے دیے تھے۔ اب آپ نے یاد دلایا تو دیکھا واقعی ''امروز'' کے سارے خط اس مجموعے میں چھپ چکے ہیں۔ اس سلسلے میں ایک اطلاع آپ کے لیے ممکن ہے نئی ہو۔ ''اقبال نامہ'' جلد اول جب چھپ کر مارکیٹ میں آئی تھی تو اسی وقت میں نے بھی اس کی ایک کاپی خرید لی تھی بعد میں (یعنی کوئی تین چار روز بعد) مرحوم محمد حسین [''مجاور اقبال''] سابق سپرنٹنڈنٹ پریس برانچ حکومت پنجاب کی خاص درخواست پر شیخ محمد اشرف ناشر مکتوبات نے ''اقبال نامہ'' جلد اول کی تمام کاپیاں دکانداروں سے واپس منگالیں۔ اور علامہ کے بعض خطوط (جن کی اشاعت محمد حسین صاحب کے خیال میں اقبال کی عظمت کو نقصان پہنچاتی تھی) کتاب میں سے نکال دیے گئے۔ اور ان کی جگہ بعض نئے خطوط چھاپ کر اور نئے فرمے لگا کر کتاب دوبارہ دکانداروں کو دی گئی۔ پتہ نہیں ''اقبال نامہ'' جلد اول کا کون سا نسخہ آپ کے پاس ہے۔ میرے خیال میں خطوطِ اقبال کے ان فرموں کو بھی غیر مطبوعہ اور کم یاب

ا میں اس زمانے میں ریسرچ کے آخری مراحل طے کر رہا تھا اور سر سید ھال کے کمرہ نمبر ۵۷ سر سید مغربی میں مقیم تھا، لٹن لائبریری میں جز وقتی مخطوطات کے سیکشن کا انچارج تھا اس لیے خط کتابت دونوں پتے پر ہوتی تھی۔

سمجھنا چاہیے۔ اگر آپ کے پاس یہی بعد کا نسخہ ہے تو لکھیے تاکہ دونوں نسخوں کا مقابلہ کرکے، علامہ کے وہ خطوط بھی بھیج سکوں جنھیں دیکھنے کا موقع صرف چند آدمیوں کو ملا ہے۔

آپ کا وحید قریشی

آپ کا خط آنے سے پہلے دو خط (ایک ہوسٹل کے پتے پر اور دوسرا ۵ حالی روڈ پر) آپ کو لکھ چکا ہوں۔ آپ اپنے اور اپنی اقامت گاہ، کے بارے میں بہت کم مفصل اطلاع دیتے ہیں اس لیے پتہ نہیں چلتا کہ آپ کس وقت کہاں ہوں اور خط بھی آپ کو ملے گا یا نہیں۔

(۱۱)

یکم دسمبر ۱۹۵۲ء

میرے کرم فرما، سلام علیکم

سب سے پہلے تو پی ایچ۔ ڈی میں کامیاب ہونے پر مبارک باد قبول کیجیے۔ یہ خط آپ کے گذشتہ دو خطوں کا جواب ہے۔ تاخیر کے لیے معذرت خواہ ہوں۔ ''اقبال نامہ'' کے خطوط کی ابتدائی اور آخری سطریں دو چار دن میں روانہ کرسکوں گا۔ نئے فرمے جو اقبال نامے کی جلد اول میں شامل کیے گئے تھے وہ بروایت شیخ سلیم اشرف (فرزند شیخ محمد اشرف پبلشر) ''اقبال نامہ'' جلد دوم کے مواد میں سے لیے گئے تھے۔

مصحفی والی کتاب پر ریویو 'ماحول' میں شائع ہو رہا ہے۔ جس کے مدیر ہمارے ایک کرم فرما عارف عبدالمتین ہیں۔ اس رسالے کا پہلا پرچہ غالباً آج شائع ہو گیا ہوگا۔ ایک پرچہ آپ کی خدمت میں روانہ کرنے کے لیے میں نے انھیں لکھ دیا ہے۔ عارف آپ سے مضمون کے سلسلے میں بھی تقاضا کرنے والے ہیں۔

علائی کی بیاض تک میری رسائی نہ ہوسکی۔ وجہ یہ ہوئی کہ حال ہی میں اعتزازالدین مرحوم کے فرزند عزت الدین احمد صاحب سے صمصام الدولہ فیروز صاحب کے تعلقات کشیدہ ہو گئے۔ یہ فیروز، کراچی کے دوہے لکھنے والے شاعر جمیل الدین عالی کے خسر ہیں۔ آپ اگر ممکن ہو تو کسی وسیلے سے یہ چیزیں حاصل کیجیے۔ پروفیسر حمید احمد خان صاحب (لیکچرار اسلامیہ کالج لاہور جنھیں ''علی گڑھ میگزین'' کے غالب نمبر میں غلطی سے لیکچرار گورنمنٹ کالج لاہور لکھا گیا تھا) کے صمصام الدولہ صاحب کے تعلقات بہت گہرے تھے، یا پھر حامد علی خان صاحب مدیر ''الحمرا'' سے بھی اچھے ہیں۔ حمید احمد خان تو انگلستان چلے گئے۔ البتہ حامد علی خان صاحب کی وساطت سے یہ کام ہوسکتا ہے۔ علائی کی وہ تقریر بھی جو انھوں نے دہلی سوسائٹی کے ایک جلسے میں کی تھی فیروز صاحب کے پاس محفوظ ہے۔

''گلشن بےخار'' کے مطبوعہ نسخے یہاں نہیں ملتے۔ حتیٰ کہ میرے پاس اس کا ایک بھی نسخہ نہیں۔ جب ضرورت پڑتی ہے اپنے دوست مظفر علی سید صاحب[۲] سے ان کا نسخہ لے لیا کرتا ہوں۔ ان کا نسخہ گلشن بےخار کی طبع ثانی ہے۔ لاہور کے ایک پرانی

---

[۱] پی ایچ۔ ڈی کا مقالہ یونیورسٹی میں داخل کرنے کے بعد میں خلیل الرحمن اعظمی صاحب کے اصرار پر ان کے ساتھ رہنے کے لیے ۵ حالی روڈ کے بنگلے میں منتقل ہو گیا تھا۔

[۲] سید صاحب آج کل دیال سنگھ کالج میں انگریزی کے پروفیسر ہیں۔ اس سال ایم اے انگریزی میں کامیاب ہوئے۔ امرتسر کے رہنے والے ہیں فسادات کے بعد سے ان کے والد یہیں گوجرانوالے میں رہائش پذیر ہیں۔ مظفر صاحب کی میری واقفیت ۱۹۴۷ء میں ہوئی تھی

کتابوں کے تاجر سے استفسار کیا تھا۔ اس نے بتایا کہ گلشن بیخار کا ایک قلمی نسخہ حال ہی میں میں نے پنجاب پبلک لائبریری کو بیس روپے میں فروخت کیا ہے۔ (بہر حال یہ بات تصدیق طلب ہے)۔

غالب کے قدیم نسخوں کی پنجاب میں تلاش ایسی ہی بات ہے جیسے سوئیزر لینڈ میں آپ ملٹن کا کوئی نسخہ تلاش کرنا شروع کر دیں۔ قدیم اشاعتیں یہاں کہاں، البتہ عام بازاری نسخے بہت ہیں۔ جتنے کہے بھجوا دوں۔ ''آہنگ'' کا پرچہ اب تک مل چکا ہوگا۔ حکومت نے اپنی مطبوعات کی ہندوستان میں فروخت کا یہ طریقہ مقرر کر رکھا ہے کہ دہلی میں پاکستان کے ہائی کمشنر کے پاس رقم جمع کرا دی جاتی ہے اور سرکاری مطبوعات تو کسی رکاوٹ کے بغیر پہنچ جاتی ہیں۔ مطلوبہ کتب دو چار روز میں روانہ ہوں گی۔ (انتظار کیجیے)۔ ۲۰ دسمبر کو آپ کی تقریر ضرور سنوں گا۔... میری آواز آپ نہ سن سکیں گے ریڈیو والوں کے خیال میں قیوم نظر صاحب اس موضوع پر بولنے کے زیادہ اہل ہیں۔ حفیظ ہوشیار پوری صاحب میں ایک خامی یہ ہے کہ خوشامد پسند بہت ہیں۔ مجھ سے کاسہ لیسی' ہو نہیں سکتی۔ اس لیے ریڈیو پر میں ایک دفعہ بولا ہوں اور وہ بھی حفیظ صاحب کے ڈائریکٹر بننے سے بہت پہلے۔

گوہر جاوید اور اسلم تسنیم کے نام آپ سے پہلی دفعہ سن رہا ہوں! شاید اس لیے کہ مجھے گانے سے کوئی دلچسپی نہیں، اور ریڈیو میرے پاس نہیں۔ لاہور سے ...کراچی کا سفر زندگی میں ایک بار بھی نہیں کیا۔ Hubert Dark صاحب کا لاہور کا پتہ لکھیے ان سے ضرور ملوں گا۔[1] صوفی تبسم صاحب میرے مہربان اور استاد ہیں۔ ۱۹۴۰ء میں جب میں گورنمنٹ کالج لاہور میں داخل ہوا تو چھ سال انھی سے فارسی اور اُردو پڑھتا رہا ہوں، اس کے بعد بھی تعلقات اچھے ہی رہے۔ جب ۱۹۴۷ء میں ریسرچ پر یونیورسٹی اورینٹل کالج میں مجھے لگایا گیا تو اگلے سال استاذی ڈاکٹر اقبال صاحب فوت ہو گئے۔ ان کی وفات کے بعد ڈیڑھ سال تک پروفیسر کی پوسٹ پر کسی کا تقرر نہیں ہوا۔ اور میرے رہنما ڈاکٹر سید عبداللہ اور پروفیسر شوستری صاحب نے مجھے ایم اے فارسی کی تدریس پر بھی لگا دیا۔ اس وقت سے صوفی صاحب مجھ پر [سے] خفا ہیں۔ علی گڑھ میں تو شاید ہر ریسرچ اسکالر کو تدریس کا کام بھی دیا جاتا ہے۔ لیکن یہاں ایسا دستور نہیں اور یہ ایک بہت بڑا اعزاز ہے۔ ان دنوں پطرس صاحب کی وجہ سے گورنمنٹ کالج اور اورینٹل کالج میں بگاڑ تھا۔ پطرس، یونیورسٹی میں شعبہ اُردو کی صدارت چاہتے تھے اور عمر حیات ملک وائس چانسلر نے ڈاکٹر عبداللہ صاحب کو ان کی خواہش کے مطابق صدر شعبۂ اُردو بنا دیا تھا۔ شعبۂ فارسی میں اعزازی طور پر کام کرنے کے لیے صوفی صاحب، مرزا مقبول بیگ بدخشانی کا نام پیش کرتے تھے اور اورینٹل کالج والوں نے میرا نام پیش کر دیا۔ اس طرح براہِ راست میں ان کے عتاب میں آیا۔ اب کچھ عرصے سے بظاہر تعلقات اچھے ہیں۔ دل کا حال خدا بہتر جانتا ہے۔ آج کل مرزا رسوا پر مضمون لکھنے کا ارادہ کر رہا ہوں ان کی ۹ کتابیں میرے پاس ہیں۔ جو نہیں ہیں ان کی فہرست پیش کرتا ہوں۔ اگر ممکن ہو تو مہیا کر دیجیے۔ اس کے ساتھ نئی کتابوں کی ایک اور فہرست بھی ہے۔ پیکٹ اور خط کا منتظر رہوں گا۔

آپ کا، وحید قریشی

---

1. ہیوبرٹ ڈارک کیمبرج میں ڈاکٹریٹ کے لیے ... کے سفرنامے پر کام کر رہے تھے۔ سفرنامے کے نسخوں کی تلاش اور مصنف کے بارے میں معلومات جمع کرنے کے لیے انھوں نے ہندوستان اور پاکستان کا سفر اختیار کیا تھا۔ علی گڑھ میں بھی مقیم رہے۔ کیمبرج کے دونوں سفر کے دوران میں نے انھیں تلاش کیا کچھ پتا نہیں چلا۔

(۱۲)

۹، دسمبر ۱۹۵۲ء

وحید نوازا، السلام علیکم

دوروز ہوئے پیکٹ بھیجا جا چکا ہے۔ ''تذکرۂ اکبر'' دو مہینے ہوئے مکتبے پر دیکھی تھی۔ خیال تھا حیدر آباد سے چھپی ہے۔ لیکن اب معلوم ہوا۔ بمبئی سے چھپی تھی اس غلطی کے لیے معذرت خواہ ہوں۔ تاہم پیکٹ میں یہ بھی شامل ہے۔ ''جرأت اور اس کا کلام'' دستیاب نہیں ہوسکی۔ سنا ہے لیث صاحب نے اسٹاک فی الحال محفوظ کرلیا ہے۔ ممکن ہے ترمیم واصلاح، کا ارادہ ہو، مصحفی اور اس کا کلام شعرائے اُردو کے تذکرے بحث ونظر۔ نوادر الفاظ۔ شبلی کی حیات معاشقہ بھیجی گئی ہیں۔ ''شبلی کی حیات معاشقہ'' تحفہ ہے باقی کتابوں میں شامل نہ سمجھی جائے۔ اسکے مزید نسخے جامعہ ملیہ دہلی سے مل سکتے ہیں۔

لاہور کا سفر نا کام نہ تھا۔ نولکشور پریس کی مندرجہ ذیل کتابیں مل گئیں۔ دیوانِ رند۔ کلیات آتش، کلیات سودا، گلدستۂ امانت، تاریخ طبری، فرس نامہ (رنگین) تذکرہ شمیم سخن۔ پچھلے خط میں جو فہرست میں نے بھیجی تھی۔ اُس میں اگر اِن میں سے کوئی کتاب شامل ہو تو کاٹ دیجیے۔

''ماحول'' چھپ گیا ہے۔ عارف صاحب دو چار دن میں آپ کو پرچہ روانہ کریں گے۔
آج بیمار ہوں، کالج سے چھٹی لی ہے۔ طبیعت بے مزہ ہے۔
مفصل خط پھر لکھوں گا۔

وحید قریشی

(۱۳)

۲۵ دسمبر ۱۹۵۲ء

جناب آرزو! کل ہی لاہور سے لوٹا ہوں جہاں کانووکیشن کے سلسلے میں دو تین روز سے گیا ہوا تھا۔ واپسی پر آپ کا کارڈ ملا۔ یاد آوری کا شکریہ۔ ۲۰ تاریخ کو ریڈیو سے آپ کی تقریر کا ریکارڈ سنا۔[۱] آپ جلدی جلدی بول رہے تھے۔ معلوم نہیں کہ آپ کا بولنے کا عام انداز ہے یا تقریر کی طوالت کے پیشِ نظر ایسا کیا گیا تھا۔ بہرحال تقریر خوب تھی۔ اور آپ کی آواز سننے کا موقع بھی ہاتھ آ گیا۔ رسوا کی کتابوں کے بارے میں یہ جو آپ نے تحریر فرمایا ہے کہ لائبریری سے نکلوانی ہوں گی۔ ایسا نہ کیجیے جو بازار سے مل سکتی ہوں صرف وہی بھجوا دیجیے۔ لائبریری کی کتابوں کے ضائع ہونے کا اندیشہ تو رہتا ہی ہے۔

اچھا ہوا کہ ۱۸۷۷ء کا انگریزی کا نصاب آپ کو مل گیا مجھے شبہہ تھا کہ مولانا حالی نے یہ جو Iesertes اور میکالے کے ملٹن والے مضمون اور بعض دیگر کتب سے فائدہ اٹھایا ہے وہ ان کی مصنفین کی پوری کتابوں سے اخذ نہیں کیا گیا بلکہ علی گڑھ کے نصاب میں سے لیا گیا ہوگا۔ آپ کی تحریر کردہ فہرست سے یہ شبہ یقین میں بدل جاتا ہے۔ اب آپ یہ تکلیف کیجیے کہ اس نصاب کی ''مفصل'' فہرست نقل کروا کے جس قدر جلد ممکن ہو بھجوا دیجیے۔ اسکول کے نصاب کی فہرست بھی اگر بھجوا سکیں تو شاید مفید ہو۔ ''مقدمہ'' ابھی کمپوز ہی ہو رہا ہے۔ مکتبے والے پہلے ''سویرا'' کے پریس میں چھپوا رہے تھے اور ساٹھ ستر صفحے کمپوز ہو بھی گئے تھے

[۱] تقریر اکبر الہ آبادی کے خطوط پر تھی۔ یہ ۱۹۵۳ء میں رسالہ ''ہمایوں'' لاہور میں شائع ہوئی۔

لیکن مجھے ان کی چھپائی اور حروف پسند نہیں تھے۔ نیز چھپائی میں خاصی دیر ہو رہی تھی اس لیے مسودہ زین پریس کو دیا گیا ہے اور چھپنا شروع ہو گیا ہے۔ چاہتا ہوں کہ علی گڑھ نصاب کو اس میں ایک ضمیمے کے طور پر شامل کر دوں۔ اس سلسلے میں اگر اس Document کے ایک صفحے کا عکس بھی دستیاب ہو سکے جس سے آپ نصاب کی یہ اسکیم نقل کر رہے ہیں تو یہ عکس بھی کتاب میں شامل کر دیا جائے۔

آپ کی تحریر کردہ فہرست سے تسکین نہیں ہوئی۔ Table Talk کون سی نظم ہے؟ میکالے سے آپ کی مراد میکالے پر کوئی مضمون ہے یا میکالے کا ملٹن والا مضمون؟ نیز Helps سے کیا مراد ہے؟ Helps کی Finds in Council والی کتاب کا کوئی اقتباس یا کچھ اور؟

''لکھنؤ کا دبستان'' پر مضمون نوائے ادب (بمبئی) میں چھپا ہے نظر سے گزرا ہو تو اپنی رائے لکھیے نیز ترمیم طلب بیانات کی نشاندہی بھی اگر آپ کر دیں تو ممنون ہوں گا۔ مصحفی والا مضمون ''ماحول'' (راولپنڈی) میں چھپا ہے۔ پرچہ عارف صاحب آپ کو بھجوا چکے ہیں امید ہے مل گیا ہوگا۔ اس میں کاتب نے ایک جگہ حدیقہ کو صدیقہ اور دوسری جگہ دستور الفصاحت کو دستور النصاب بنا دیا ہے۔ ہاں بھئی ''مطالعہ غالب'' چھپی یا نہیں؟ ایک زمانہ ہوا آپ نے لکھا تھا آدھی سے زیادہ چھپ گئی ہے۔ اس خیال سے میں نے سویرا والوں کو غالب والا مضمون چھاپنے کی اجازت دی تھی کہ کتاب کے ساتھ ہی مارکیٹ میں آ جائے گا۔ اس مضمون کے ساتھ بڑا ظلم ہوا ہے۔ ''سویرا'' والوں نے چھاپا۔ کاتب ان پڑھ اور مرتب اس سے بھی زیادہ جاہل۔ نتیجہ یہ ہوا کہ پچاس کے قریب اغلاط اس میں ہو گئی ہیں۔ اب تو اس کا ذکر کرتے ہوئے بھی دکھ ہوتا ہے۔ پھر یہ بھی ڈر کہ ''مطالعہ غالب'' آئی نہیں اور مضمون پہلے ہی چھپ گیا ہے ممکن ہے آپ کو ملال ہو اس لیے لگے ہاتھوں معافی بھی مانگ لیتا ہوں۔ فقط

وحید قریشی

(الف) میر حسن پر باقاعدہ 'کام' کرنے کا ارادہ ہے۔ کیا شروانی صاحب کے کتاب خانے والے کلیات میر حسن کی نقل یا روٹو گراف کا کوئی انتظام آپ کرا سکتے ہیں؟ پنجاب یونیورسٹی لائبریری نقل یا روٹو کی قیمت ادا کرنے پر آمادہ ہو جائے گی۔ استاذی ڈاکٹر سید عبداللہ سے بات کر چکا ہوں وہ کہتے ہیں یونیورسٹی لائبریری کے لیے یہ نسخہ بہت کار آمد ہوگا۔

(ب) آپ کی اطلاع کے لیے عرض کر دوں کہ پنجاب یونیورسٹی لائبریری میں شیفتہ کے تذکرے کا وہ مطبوعہ نسخہ موجود ہے جو کسی زمانے میں حافظ احسان (معاصر ذوق کے کتب خانے میں ہوا کرتا تھا۔ بعد میں مولانا محمد حسین آزاد کے قبضے میں آیا اور آج کل یونیورسٹی کی ملک ہے۔ یہ گلشن بیخار کا پہلا ایڈیشن ہے (اس اطلاع کے لیے میں جناب مظفر علی سید کا ممنون ہوں) اس کے کسی صفحے کا عکس درکار ہو تو لکھیے۔

(د) صحیفے کا شمار نمبر ۴۰ آپ بھیجا گیا تھا۔ اب دوبارہ بھیجتا ہوں۔ اورینٹل کالج میگزین بھی آپ کو ملتا رہے گا۔ معاصر کے شمارہ ۱۵ کے بعد کوئی پرچہ نہیں ملا۔ اگر آپ ان سے پرچہ بھجوا سکیں تو ممنون ہوں گا۔ مجھے شمارہ ۱۶ اور اس کے بعد کے تمام پرچے مطلوب ہیں۔ مسرت افزا۔ عبارت تان اور اشتر وسوزن بھی درکار ہیں اور علی گڑھ میں مسعود حسن رضوی صاحب کا مبتلا کا تذکرہ بھی مل سکے تو نوازش ہوگی۔

(ہ) صحیفے میں کتابیں شایع کرنے کی تجویز منظور نہیں ہوئی آپ کوئی مقالہ بھیجیے۔ دیوان حاتم شاید شایع نہ کر سکوں۔

(د)   آپ نے حیدری کا تذکرہ مسودے کی صورت میں بھیجنے کا وعدہ کیا پھر وہیں سے چھپوا دیا۔ یہی حال کربل کتھا کا ہوا۔ اس لیے یہ دنوں کتابیں یہاں سے نہ شایع ہوئیں۔ میرے بھائی کتاب چھاپ کر نہیں، مسودے کی شکل ہی میں بھیجیے تا کہ یہاں شایع ہو۔ چھپی ہوئی کتاب کو یہاں نہیں چھاپتے۔ آپ ہر بار میرے ساتھ یہی ''ہاتھ'' کرتے ہیں۔

اس ''دیدہ خراشی'' کے لیے معذرت خواہ ہوں۔

وحید

(۱۴)

۲۸فروری ۱۹۵۳ء

پیارے آرزو، السلام علیکم

''علی گڑھ گزٹ'' کے دو پرچے۔ اور دو کارڈ یکے بعد دیگرے ملے۔ ''آہنگ'' کا ایک پرچہ غالباً دسمبر میں بھیجا تھا۔ لیکن غلطی سے باضابطہ کارروائی نہ کی تھی یعنی ساتھ یہ اقرار نامہ نہ تھا کہ اس کی قیمت ۵۰ روپے سے کم ہے، اس لیے آپ کو نہ ملا۔ اب جواب میں دیر ہوئی کل مکتبے والوں سے اپنے سامنے تازہ پرچہ بھجوایا ہے اور اس پر مذکورہ لیبل بھی لگا دیا گیا ہے۔ آج کل میر حسن کے حالات دیکھ رہا ہوں۔ کلیات والی مشکل حل ہونے میں نہیں آتی۔ لیث صاحب اپنا نسخہ کیوں دینے لگے۔ نقل کا انتظام آپ کرا دیں تو کام چلے۔ معاوضہ یونیورسٹی ادا کرنے کو تیار ہے۔

۹ مارچ کو پونے سات بجے (پاکستان ٹائم) کتابوں پر ریویو سنئے۔ اعظمی صاحب سے سلام کہیے۔ فقط

وحید قریشی

(۱۵)

۲۴اپریل ۱۹۵۳ء

میرے محترم

گرامی نامہ پچھلے مہینے ملا۔ جواب میں تاخیر ہوئی۔ حسب الحکم نمبر وار ہر سوال کا جواب لکھتا ہوں۔

۱۔ ''کلیات میر حسن'' کی نقل کا کام خاصا طویل ہو جائے گا۔ اس لیے آپ محض چند حصوں ہی کی نقل کرا دیجیے۔ ''دیوانِ میر حسن'' مطبوعہ نولکشور، انتخابِ حسن (علی حسن لکھنوی) انتخاب سخن (حسرت) کے سوا باقی غزلیات نقل کرا دیجیے۔ اس طرح تمام قصیدے ایک ہجو (ہجوِ سودا) اور (مثنوی سحر البیان۔ گلزار ارم چھوڑ کر باقی) مثنویات مل جائیں تو کام چل جائے گا۔ یہ نقول لائبریری کے لیے نہیں میرے لیے ہوں گے۔ باقی رہا معاوضے کا سوال۔ یا تو اس قیمت کی کتاب مجھ سے منگوا لیجیے یا پھر شبلی والی کتاب، کے ایک ایڈیشن کی چھپائی کا ہندوستان میں انتظام کرا دیجیے۔ اور اس کی رائلٹی (تعداد اشاعت ایک ہزار) وصول کر لیجیے۔ اجازت نامہ آپ کے ارشاد فرمانے پر ارسال کیا جا سکتا ہے۔ دراصل یہ موضوع (میر حسن اور ان کے کارنامے) میں نے اُردو کی پی ایچ۔ڈی کے لیے پنجاب یونیورسٹی کو دیا تھا۔ اب انھوں نے اس بناء پر اس کی اجازت نہیں دی کہ میں اس سے پہلے آرٹس فیکلٹی کی طرف سے ایک پی ایچ۔ڈی لے چکا ہوں اس لیے دوسری دفعہ ڈگری کے لیے اجازت نہیں مل سکتی۔ اب سوچتا ہوں کام شروع جو کیا ہے تو مکمل کر ہی لوں، ایک کتاب ہی ہو جائے

گی۔ اگر یہیں بیٹھے بیٹھے علی گڑھ یونیورسٹی کے سامنے مقالہ پیش ہو سکے اور بغیر ہندوستان آئے ڈگری مل سکتی ہو تو اس کی تفاصیل روانہ فرمائیے۔ ورنہ پھر اسی موضوع کو ذرا پھیلا کر پنجاب یونیورسٹی کے سامنے ڈی لٹ کے لیے دوں گا۔

۲۔ عماد السعادت، سیر المتاخرین، جلوۂ خضر، کاشف الحقائق، شمیم سخن، فیض میر کی تلاش جاری رکھیے۔ افسوس ہے ''شمیم سخن'' کا جو مطبوعہ نسخہ مجھے ملا ہے وہ نولکشور پریس کا ہے اور بغور دیکھنے پر معلوم ہوا کہ تیسرا حصہ ہے۔ شروع کے دو حصے نولکشور والوں نے نہیں چھاپے تھے اور صرف خواتین شعرا کے حالات والا حصہ شمیم سخن کے نام سے چھاپ دیا تھا۔

''کلیات عبید'' نہ بھیجیے۔ اس طرح ''تذکرۂ سرخوش'' کا مبارک علی ایڈیشن پہلے سے میرے پاس ہے۔ یہ ایڈیشن لاہور جاؤں گا تو آپ کے لیے بھی بھجواؤں گا۔ یادگارِ حالی، کلیاتِ انشا ضرور بھجوائیے۔ دیوانِ ولی، قلی قطب شاہ، فائز، کی تلاش بھی جاری رکھیے۔

۳۔ ''فیض میر'' کا اپنا نسخہ نہ بھجوائیے۔ کیونکہ ڈاک کا انتظام ٹھیک نہیں۔ ضائع ہو جانے کا اندیشہ ہے۔

۴۔ رسوا کی کتابوں کی جستجو فی الحال چھوڑیئے۔ اس پر لکھنے کا ارادہ ملتوی کر دیا ہے۔ پھر کبھی سہی۔

۵۔ مظفر علی سید آج کل یہیں ہیں۔ اکثر شام کو ملتے ہیں۔ اس سے پہلے انگریزی میں ایم اے کرنے کے بعد دیال سنگھ کالج میں انگریزی کے لیکچرار ہو گئے تھے۔ اب ملازمت چھوڑ دی ہے۔ اور کیمبرج جانے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ آپ کا خط میں نے انھیں دکھایا تھا۔ خاص باتیں ہوئیں۔ خاص کر آپ کے آخری فقرے پر دیر تک لطف اندوز ہوتے رہے۔

۶۔ صوفی تبسم صاحب اور اسلم تسنیم کے قصے کو حفیظ ہوشیار پوری سے زیادہ کون جانتا ہوگا۔ حفیظ صاحب بھی صوفی صاحب کے شاگردوں میں سے ہیں۔ اور ہم نوالہ بھی۔

۷۔ طنز و ظرافت نمبر کے لیے نہ لکھ سکوں گا۔ کوئی پرانی چیز کہیے تو بھیج دوں۔ مدت ہوئی ریڈیو کے لیے ایک اسکرپٹ لکھا تھا۔ وہ غیر مطبوعہ ہے کہیے تو بھیجوں۔

قاضی عبدالودود صاحب کا ایک پرچہ (معاصر شمارہ اول دور جدید) استاذی ڈاکٹر سید عبداللہ سے پڑھنے کو ملا۔ میں تو ان کی عظمت اور ریسرچ کا مدت سے معترف ہوں۔ ہاں اب ذرا ان کا اسلوب بڑا الجھا ہوا اور بے زار کن ہوتا جا رہا ہے۔ خدا کرے کہ اچھی ریسرچ کے ساتھ ساتھ وہ اچھی نثر کے بھی قائل ہو جائیں۔

۸۔ ''ماحول'' کا تازہ پرچہ مئی کے آخر تک چھپ جائے گا۔ عارف صاحب آپ کے مضمون کے منتظر ہیں۔

۹۔ ''دست صبا'' کی ہندوستان میں اشاعت پر حیرت ہوئی۔ ''تنقید اور عملی تنقید'' ضرور بھجوائیے۔

۱۰۔ ''گلشن بیخار'' کا جو ایڈیشن مظفر صاحب کے پاس ہے وہ نولکشور پریس کی طبع ثانی ہے۔ اور اس پر بار دوم ۱۹۱۰ء لکھا ہے۔ (باقی امور کے بارے میں یونیورسٹی لائبریری کے نسخے دیکھ کر عرض کر سکتا ہوں)۔

۱۱۔ رسوا پر جس مضمون کا آپ نے حوالہ دیا ہے وہ دیکھ چکا ہوں۔ رسالہ ''اُردو'' والے مضمون کا ایک حصہ ''اُردو تنقید'' (انتخاب) میں شریک ہے۔

۱۲۔ مقدمہ، طباعت کے آخری مراحل میں ہے۔ مئی کے آخر تک نظر سے گزرے گا۔

۱۳۔ نقوش والوں سے زیادہ مراسم نہیں۔ چھ سات مہینے ہوئے مضمون کے لیے ان کا خط آیا تھا۔ جو روانہ کیا گیا۔ بعض

مصلحتوں کی وجہ سے وہ اسے شائع نہ کرنا چاہتے تھے، اس لیے واپس لے لیا گیا۔ (یہی مضمون پچھلے سال رسالہ تاریخ و سیاسیات (انجمن ترقی اُردو کراچی) میں شائع ہوگیا۔ یہ ڈاکٹر باقر صاحب کی تاریخ لاہور پر ریویو ہے)

۱۴۔ تھیسس چھپوانے کا فی الحال ارادہ نہیں ہے۔ بعض حصوں پر نظر ثانی کرنے کو جی چاہتا ہے۔

۱۵۔ ''احوالِ غالب'' کا بے تابی سے انتظار کر رہا ہوں۔

۱۶۔ ''مجمع الفوائد'' کی نقل کے لیے اپنے دوست سید امجد الطاف کو لکھا ہے وہ امید ہے جلد ہی مولوی محمد امجد ملازم یونیورسٹی لائبریری سے معاوضہ طے کر کے نقل کرادیں گے۔ اس سے پہلے ہمارے ہاں نقل کی بجائے روٹو کا انتظام تھا۔ مشین اب بھی ہے لیکن اس کا چلانے والا نہیں۔ جب سے مولوی عبدالصبور خیبر یونیورسٹی کی لائبریری میں چلے گئے ہیں، روٹو کا کام بند ہے۔ اب واحد صورت نقل کرانے کی ہے۔ مولوی محمد امجد عربی خوب جانتے ہیں اور فارسی میں بھی شدبد رکھتے ہیں میرا خیال ہے تسلی بخش نقل کرلیں گے۔ آپ کے سوالوں کے جواب ختم ہوگئے۔ کہیے پاکستان سے کون کون سی کتابیں درکار ہیں۔ لیث صاحب کی ''جرأت اس کی شاعری اور زمانہ'' چھپ گئی ہے۔ عسکری صاحب کا انتخاب ''طلسم ہوش ربا'' رضا علی وحشت (ترانۂ وحشت) مولوی امین زبیری (ذکر شبلی) ڈاکٹر ضیاء الدین احمد (ضیائے حیات) (علی گڑھ یونیورسٹی) ''شبلی کی رنگین زندگی''، طبع ثانی بھی شائع ہو چکی ہیں۔

یہ تو سوالنامے کا جواب تھا۔ مفصل خط عنقریب لکھوں گا۔ لیکن ضروری نہیں کہ آپ اس خط کے انتظار میں خط ہی نہ لکھیں۔ آپ لکھتے رہیے میں قرض چکاتا پھروں گا۔ اور ہاں ۲ مئی کو میری شادی ہو رہی ہے۔ اگر ہو سکے تو ضرور آیئے اعظمی صاحب سے سلام کہیے۔

والسلام وحید قریشی

(۱۶)

۱۴ اگست ۱۹۵۳ء

برادرم

آپ کا ۳۱/ ۷/ ۵۳ کا خط گوجرانوالہ سے ہوتا ہوا، یہاں مری میں مجھے ملا۔ بارہ دن بعد خط کا جواب دینے کا سبب تساہل ہے۔ جس کے لیے معذرت کی ضرورت نہیں۔ کیونکہ میری یہ عادت دوسروں کے لیے ممکن ہے پریشانی کا باعث ہو، میرے لیے بالکل نہیں۔

جس زمانے میں یادگارِ حالی کا پیکٹ ملا۔ اگرچہ کالج سے ساڑھے تین ماہ کی چھٹیاں ہونے والی تھیں لیکن کالج میں امتحانات کے باعث پرچے وغیرہ دیکھنے میں مصروف تھا۔ پھر چھٹیاں ہوئیں اور ساتھ ہی یونیورسٹی سے پرچے آگئے۔ ایک ماہ ان میں صرف ہوا۔ بعد ازاں وہی تساہل اور پھر باقی چھٹیاں گزارنے کے لیے مری آ گیا۔ پیکٹ سے قبل آپ کے دو خط آئے تھے اور جواب میں ایک طویل خط میں نے بھی لکھا تھا وہ پتہ نہیں آپ کو کیوں نہیں ملا۔

مقدمۂ شعر و شاعری کے پروف کی آخری قسط میں نے آج ہی مکتبے والوں کو بھیجی ہے۔ اب تک کل ۴۲۱ صفحات ہوئے ہیں اب اشاریہ اور غلط نامہ باقی رہ گئے ہیں۔ چار سو صفحات باقاعدہ طور پر چھپ چکے ہیں۔ دو طرح کا کاغذ لگایا گیا ہے۔ ایک مکینکل کاغذ عام کتابی سائز میں جس کی قیمت پبلشر نے 6 روپے رکھی ہے اور دوسرا انٹیک پیپر پر اسی سائز میں جس سائز کے پیڈ

پر یہ خط آپ کو لکھ رہا ہوں۔ اس کی قیمت دس روپے رکھی گئی ہے۔ چھپنے پر آپ کی اور اعظمی صاحب کی کاپیاں ارسال کر سکوں گا۔ لیکن اس میں ابھی کچھ وقت لگے گا۔ مولانا حالی کی تصویر کا بلاک انجمن ترقی اُردو کراچی سے مانگا ہے۔

ایک عکس ۱۸۹۳ء کے نسخے کے ٹائٹل پیج کا ہوگا اور پھر جلدیں بھی بندھیں گی اور گرد پوش بھی تیار ہونا ہے۔ اس لیے کچھ عجب نہیں اگر بیس بائیس دن اور لگ جائیں۔ ''احوال غالب'' ضرور بھجوایئے اور مذکورے بالا پتے پر ہی، کیونکہ میں ستمبر کے دوسرے ہفتے میں یہاں سے واپس گوجرانوالہ جا رہا ہوں۔ جامعۂ پنجاب کے نسخے پر چونکہ خود استادمن سید عبداللہ مضمون لکھ رہے تھے اس لیے میرا ارادہ اس پر مضمون لکھنے کا بالکل نہیں ہے۔ ہاں ''یادگارِ غالب'' پر آپ کہیں تو کچھ لکھ سکتا ہوں۔ لیکن وہ بھی گوجرانوالہ پہنچ کر۔ ڈاکٹر عبداللہ صاحب کا پتہ یہ ہے: معرفت پوسٹ ماسٹر مانسہرہ، ضلع ہزارہ۔ سید صاحب اپنے وطن ہزارہ میں چھٹیاں گزار رہے ہیں۔ اعظمی صاحب سے سلام کہیے۔

آپ کا وحید قریشی

(۱۷)

۶ ستمبر ۱۹۵۳ء

برادرم گرامی، سلام علیکم

مجھے ایک کام سے جلد مری سے واپس لوٹنا پڑا۔ مقدمے کی طباعت آخری مراحل پر ہے۔ آپ نے اپنے پچھلے خط میں مولانا حالی کے جس غیر مطبوعہ خط کا ذکر کیا تھا۔ اس کا بلاک اگر اس کتاب میں شامل ہو جائے تو اچھا ہے۔ اس لیے مہربانی فرما کر خط ملتے ہی اس کا ایک عکس مجھے بھجوا دیجیے۔ اصل خط بھیجنے کی ضرورت نہیں۔ ڈاک میں ضائع ہو جانے کا امکان ہے۔ امید ہے آپ خیریت سے ہوں گے اور یورپ کے سفر کی تیاری میں مصروف۔ کہیے یہ وظیفہ آپ کو عربی میں کام کرنے کے لیے ملا ہے یا اُردو میں۔ اچھا ہو اگر اب آپ اردو کی طرف آ جائیں۔

احوال غالب مل چکی ہے۔ مفصل رائے عنقریب عرض کروں گا۔

فقط، وحید قریشی

(۱۸)

۱۰ نومبر ۱۹۵۳ء

برادرم آرزو سلام علیکم

مدت کے بعد خط کا جواب دے رہا ہوں جس کے لیے معذرت خواہ ہوں۔ آپ کا کراچی والا خط بھی مل گیا تھا۔ اور اس سے پہلے علی گڑھ سے بھیجا ہوا پیکٹ بھی ملا تھا۔ حالی کا فوٹو اور خط کا بلاک دونوں چیزیں مقدمۂ میں دے دی ہیں۔ البتہ حرفِ آغاز کے بہت پہلے چھپ جانے سے اس بات کا ذکر نہ ہو سکا کہ یہ نوادر مجھے کن کے توسط سے ملے۔ عام بازاری ایڈیشن چھپ کر بیس پچیس دن سے مارکیٹ میں آ چکا ہے۔ خاص ایڈیشن کی جلدیں بندھ رہی ہیں اور سرورق بھی پریس میں ہے۔ غلط نامہ چھپ چکا۔ تیار ہونے پر آپ کی کاپی فوراً بھیج دوں گا۔ مولانا کا فوٹو اور خط سمندری ڈاک کے ذریعے دو تین ہفتے ہوئے بھیج چکا ہوں۔ امید ہے اس خط کے ساتھ ہی وہ چیزیں آپ تک پہونچ جائیں گی۔

کیسے انگلستان کی فضاراس آ گئی۔ زیادہ کام تو باڈلین لائبریری سے رہتا ہوگا۔آپ کا موضوع مشرقِ قریب ہے اس کے لیے تو غالباً آپ کوتر کی وغیرہ کا دور بھی کرنا ہوگا۔ ہمارے ہاں کے لوگوں میں سے لاہور کے ایک صاحب فضل الرحمٰن خورشید آکسفورڈ ہی میں ہوں گے۔ مدت ہوئی پنجاب یونیورسٹی میں عربی کے ریسرچ اسکالر تھے۔ پھر اکسفورڈ سے ڈی فل کی ڈگری لے کر آئے تھے اور دوبارہ ملازمت کی غرض سے واپس چلے گئے۔ خاصے اچھے آدمی ہیں۔اور بڑے فاضل ہیں ان سے ضرور ملیے۔

آپ کی رہائش کا خاطر خواہ انتظام ہو گیا ہوگا۔ والسلام

ڈاکٹر مختار الدین احمد، ایم۔اے، پی ایچ۔ڈی
معرفت پروفیسر ہلٹن گب، سینٹ جانسن کالج، اوکسفورڈ

فقط
وحید قریشی

(۱۹)

۲۳ مارچ ۱۹۵۴ء

لیجیے صاحب آپ بھی کیا یاد کریں گے کہ وحید نے کبھی خط ہی نہیں لکھا چل رے خامے بسم اللہ:

تساہل کا سبب اپنی کاہلی ہے۔ بار بار دوسروں کو الزام دینے کو جی نہیں چاہتا اس لیے اقرار کر لینے میں عافیت ہے۔ میرا پتہ بدستور وہی ہے۔ اپنا مکان ہے اور مستقل رہائش اس لیے اگر جہنم میں بھی پہونچ جاؤں تو خط اسی پتے سے ملے گا۔ جواب طلب امور کا جواب حسب ذیل ہے:

۱۔ ڈاکٹر عبداللہ صاحب سے ملا تھا اور انھیں یاد دہانی کرادی گئی تھی۔

۲۔ حالی کی تصویر اور ان کا خط آپ کو بھیج چکا ہوں۔ آپ کو ملا تھا یا نہیں؟

۳۔ فضل الرحمٰن خورشید بالکل وہی آدمی ہیں آپ نے جن کا مفصل تذکرہ کیا ہے۔

۴۔ اورینٹل کالج میگزین کا انتظام اچھے ہاتھوں میں نہیں۔ میں بھی خریدار تھا لیکن پچھلے سال ایک پرچہ بھی نہ پہونچا اس لیے خریداری امسال بند کر دی۔

۵۔ ''نقوش'' میں مضمون آپ کی نظر سے گزرا شکریہ۔ شیخ محمد اشرف کے Islamic Literature کے تازہ ایشو میں ہندوستانی فارسی پر انگریزی میں مضمون ملاحظہ فرمائیے۔

۶۔ کبھی کبھی اعظمی صاحب کے خط علی گڑھ سے آجاتے ہیں۔

۷۔ آپ کے پبلشر کلاں محل دہلی سے ضرور عنقریب فرمائش کروں گا۔ ہندوستان کی کتابیں یہاں دستیاب نہیں۔ حتیٰ کہ ابھی تک ''اُردو ادب'' (علی گڑھ) کا ایک شمارہ بھی میری نظر سے نہیں گزرا۔

۸۔ انتظار حسین صاحب کا ''خیال'' مدت ہوئی مرحوم ہو گیا۔ اشاعت کے وقت انھوں نے پوسٹر چھاپا تھا جس کا ایک فقرہ یہ تھا۔ اس پرچے کا ایک ایڈیٹر بھی ہوگا۔

بند ہونے پر میں نے مشورہ دیا تھا کہ نیا پوسٹر چھاپیے اور لکھیے ''یہ معلوم نہ تھا اس کا ایک پبلشر بھی ہوگا''۔

۹۔ آج کل پریشان ہوں فی الحال ''یادگارِ غالب'' پر مضمون نہ لکھ سکوں گا۔

۱۰۔ حلقہ ارباب ذوق کا سہ ماہی پرچہ عنقریب شروع ہونے والا ہے اس کے لیے ایک مضمون دو ماہ ہوئے لکھا تھا۔ عنوان ہے ''میر حسن اور فیض آباد''۔ میر حسن کی فیض آباد میں آمد کا سن مقرر کیا ہے چھپنے پر بھجواؤں گا۔ رائے سے مطلع کیجیے گا، ''نئی تحریریں'' کے اگلے پرچے میں آپ کی کتاب پر ریویو لکھوں گا۔

۱۱۔ قاضی عبدالودود صاحب کو نسخہ مقدمہ بھیجا جا چکا ہے رائے کے لیے، آج خط بھی لکھوں گا۔

۱۲۔ امید ہے آپ کو اب تک مقدمے کا نسخہ مل چکا ہوگا۔

۱۳۔ ''نقوش'' والے غزل نمبر چھاپ رہے ہیں۔ شعرا کے مختصر حالات میں نے لکھے ہیں۔ فرد گزاشتوں اور خامیوں سے آگاہ فرمایئے گا۔

۱۴۔ کیا آکسفرڈ میں مائی کروفلم کا انتظام ہے؟ اور ہو تو کیا آپ میرے لیے باڈلین لائبریری سے معین زنجی کی انشا کی کتاب کا فلم لے کر بھجوا سکیں گے۔

۱۵۔ میر حسن بدستور زیر غور ہے اگر کوئی نئی چیز یا کوئی قلمی نسخہ یورپ میں نظر سے گزرے تو اطلاع دیجیے گا۔

۱۶۔ کیا علی گڑھ سے میر حسن کے کلیات کے ان حصوں کا جو مطبوعہ نہیں ہیں کسی طرح روٹوگراف یا مائکروفلم [ملنا] ممکن ہے؟

۱۷۔ پچھلے دنوں پشاور میں ہسٹری کانفرنس تھی۔ اس میں شرکت کی اور ایک مقالہ بعنوان ''ادب اور تاریخ'' پڑھا۔ وہاں بعض صاحبوں سے دوستا نہ مراسم بھی استوار ہوئے مثلاً ڈاکٹر معین الحق اور مرزا علی اظہر صاحب۔ طاہر فاروقی صاحب سے پہلے ہی یاد اللہ تھی۔ گمان تھا وہ ڈھاکہ میں ہوں گے لیکن وہ واپس اسلامیہ کالج پشاور میں آ چکے ہیں۔ فالج نے آج کل بیچاروں کو معذور کر رکھا ہے۔

۱۸۔ اور وہاں کا حال کہیے کیسا ہے۔ والسلام

ڈاکٹر مختار الدین احمد، ۹ پیمبراک اسٹریٹ، سینٹ الرائیس، اوکسفورڈ

وحید قریشی

(۲۰)

۱۳۰ اپریل ۱۹۵۴ء

خط سے مزاجِ یار کی برہمی کا راز کھلا۔ ''مقدمہ شعر و شاعری'' نہ پہنچنے پر برافروختہ ہونا بے سبب نہ تھا۔ یہاں کے حالات کی اگر آپ کو خبر ہوتی تو آپ مجھے بھی معذور جانتے۔ جس وقت میں نے آپ کو اطلاع دی کہ کتاب چھپ گئی اس وقت چند کاپیاں مجھے ملی تھیں جو یہیں تقسیم ہو گئیں۔ اس کے بعد خاص ایڈیشن کے لیے میں نے مکتبہ والوں کو لکھا۔ ان کے والد کے فوت ہو جانے اور جائیداد کے جھگڑوں کی وجہ سے کئی مہینے تک ان کا کاروبار بند رہا۔ پھر بارشوں کا زمانہ آ گیا یہ اس زمانے کی بات ہے جب آپ نے مکتبہ والوں کو خط لکھا تھا۔

پھر انھوں نے آپ کو کتاب روانہ کرنے کا لکھ دیا اور کتاب روانہ نہیں کی۔ کیونکہ بارش کی وجہ سے ڈست کور پر دارنش نہ ہو سکا۔ امریکی کتابوں کے تتبع میں انھوں نے وارنش کا طریقہ رائج کیا ہے۔ جب موسم بدلا اور خاص ایڈیشن چھپ گیا اب ان کی

نیت بدل گئی انھوں نے تین ماہ تک مجھے خاص ایڈیشن کی ایک کاپی بھی نہ بھیجی حالانکہ ان کے معاہدے کی رو سے ابھی مجھے ان سے ۱۷ کاپیاں اور لینی تھیں۔ لیکن میں تقاضے کرتا رہا وہ خاموش رہے۔ پھر میں لاہور گیا اور وہ ۱۰ کاپیاں دینے پر رضا مند ہوئے۔ ان دس کاپیوں میں سے ۲/ ۴/ ۵۴ کو انھوں نے ایک کاپی آپ کے پاس روانہ کردی ہے۔ امید ہے جلد ہی مل جائے گی۔ ان کے ۲/۴/۵۴ کے خط سے یہی معلوم ہوتا ہے۔ خدا کرے درست ہو۔ مکتبہ والوں سے اب تک میرا معاملہ کاروبار ہی نہیں بلکہ دوستانہ رہا ہے۔ لیکن اسی سودے سے معلوم ہوا کہ پبلشر کا نہ ایمان ہوتا ہے نہ اس کا کوئی دوست ہوتا ہے۔ ان کے اس سلوک سے مجھے بڑا دکھ ہوا ہے۔ ''اُردو تنقید'' اور ''سحر البیان'' کے معاہدے اور مسودے بھی اسی لیے تعویق میں پڑے ہیں میں کسی اور پبلشر کی تلاش میں ہوں۔

آج کل کالج میں ایسٹر کی چھٹیاں ہیں جو ۲۸ ماہ حال تک جائیں گی۔ ان دنوں میں نے انتخاب سودا بھی مکمل کرلیا ہے۔ اس کا دیباچہ 'سودا کی غزل گوئی' حلقہ ارباب ذوق میں پڑھا۔ لوگوں کو ہفوات پسند آئیں۔ یہ مقالہ اب حلقۂ ارباب ذوق کے تازہ پرچے ''نئی تحریریں'' میں چھپ رہا ہے۔

برادرم قیوم نظر اور سید امجد الطاف صاحب سے معلوم ہوا کہ نئی تحریریں کے لیے انھوں نے تحقیقی مضمون کے لیے آپ کو علی گڑھ کے پتے پر خط لکھا ہے۔ آپ کے پتے کی تبدیلی کا میں نے انھیں بتایا۔ تو میرے ذمے یہ کام کیا گیا ہے کہ آپ کو خط لکھوں کہ آپ ''نئی تحریریں'' کے پہلے پرچے کے لیے ایک تحقیقی مقالہ (اُردو کے کسی شاعر کے حالات قدیم نسخوں یا کسی تحقیقی کتاب پر ریویو) انھیں جلد از جلد مندرجہ ذیل پتے پر روانہ کردیں۔ پتا یہ ہے۔

قیوم نظر، معرفت اُردو بک اسٹال، بیرون لوہاری دروازہ، لاہور

گزارش یہ ہے کہ پرچہ جلد چھپنے والا ہے۔ اور حلقے کا اپنا پرچہ ہے اس لیے آپ اس سے تعاون کریں اور خط ملتے ہی اپنی کوئی تازہ چیز (اگر سودا پر ہو تو اور بھی اچھا ہے مثلاً دیوان سودا کے علی گڑھ کے قلمی نسخوں پر) انھیں یا مجھے روانہ فرمادیں۔ میں آپ کا خاص طور پر ممنون ہوں گا۔

مجھے نوائے ادب کے پرچے سے 'اُردو ادب' (سہ ماہی) کا پتہ چلا تھا اس کے تمام پرچوں کے لیے میں نے آپ کے حوالے سے آزاد کتاب گھر والوں کو لکھا تھا۔ وہ ثبوت مانگتے ہیں۔ اب آپ کا خط کہیں کاغذوں میں مل گیا ہے، نہیں ملتا۔ اس لیے مجبوراً چپ ہو رہا ہوں۔ ''اُردو ادب'' کے ایڈیٹر کون ہیں؟... پاکستان میں ان کے پرچے کے چندے وغیرہ... اکسفرڈ میں آپ نے روٹو بنوائے ہیں تو صاحب، میر حسن کو بھی یاد رکھیے کہیں سے کوئی خاص چیز ملے تو چھوڑیے نہیں۔ میں اب میر حسن پر ان تعطیلات میں بڑے زور شور سے کام شروع کرنے والا ہوں۔ جس کتاب کے مائکروفلم کے لیے آپ کو لکھا تھا، اس کا نام یہ ہے۔ انشائے معین زنجی

یہ فارسی کی کتاب ہے اور باڈلین لائبریری کیٹ لاگ میں نثر کے حصے میں موجود ہے۔ اس کا ایک ناقص قلمی نسخہ پنجاب یونیورسٹی لائبریری میں بھی ہے۔

ناصر کاظمی ''ہمایوں'' کے آج کل بھی نائب مدیر ہیں۔ میرے مراسم ان سے اب زیادہ نہیں ہیں۔ لاہور میں انھوں نے ایک پارٹی بنانے کی کوشش کی تھی۔ یہ بات مجھے پسند نہیں آئی اس لیے بہت کم ملتا ہوں۔ پرچہ کبھی کبھی بھیج دیتے ہیں، ان کی کرم فرمائی ہے۔ علیک سلیک بدستور ہے ہم نے تو پارٹی کے سہارے کسی کو شہرت حاصل کرتے دیکھا نہیں۔ یہ چیز تو تخلیقی لگن سے

حاصل ہوتی ہے۔اس لیے یہ ان کی غلطی تھی جس کا احساس ابھی تک انھیں نہیں ہوا۔ مجھے تو اب ان کی شاعری میں بھی زوال کے آثار نظر آنے لگے ہیں جو شاید ہوٹل گردی کا اثر ہے۔خدا کرے وہ اس خیال سے باز آئیں اور اپنی صلاحیتوں سے کام لینے لگیں۔ان کی غزل گوئی نئی بھی تھی اور پیاری بھی۔خدا کرے وہ ہمیں آٹھ دس اور اچھی غزلیں دے سکیں۔ان کا مجموعہ شایع ہونے والا ہے (ابھی پریس میں ہے) جس پر ریڈیو سے عبادت بریلوی تعریفیہ بھی نشر کر چکے ہیں۔ریڈیو ریویو کا یہ انداز کہ کتاب چھپنے سے دو ماہ پہلے اس پر ریویو نشر ہو جائے یہیں دیکھنے میں آیا ہے، بڑا منفرد ہے۔

''ماہ نو'' اس دفعہ اقبال نمبر تھا۔ڈاکٹر عبداللہ صاحب کا مضمون گوارا تھا۔باقی بڑے کمزور تھے آپ کی دلچسپی کی بھی ایک چیز تھی۔یعنی علامہ اقبال کے خط کا عکس۔والسلام

وحید قریشی

میں باریک قلم سے لکھنے کا عادی نہیں۔ہوائی ڈاک کے خیال سے لکھنا شروع کیا ہے)

ڈاکٹر ایم۔یو۔احمد، ۹ پیمبروک اسٹریٹ، اوکسفورڈ۔

(۲۱)

۱۰ مئی ۱۹۵۴ء

متصل اسلامیہ ہائی اسکول

گوجرانوالہ

برادرم، سلام علیکم!

پیکٹ کی رسید بھیج چکا۔نئی تحریریں والوں سے خط و کتابت ہوئی۔انھیں آپ کی شرائط منظور ہیں بلاک بن جائیں گے۔ اصل مسودے میں ان کے ہاں لے جاؤں گا۔بلاک میکر Negatuve لے لے گا۔اور خطوط اسی وقت واپس ارسال کر دیے جائیں گے۔آپ مقالہ جلد از جلد روانہ فرمائیے۔

ایک شرط کا اضافہ آپ کی طرف سے میں نے کر دیا تھا وہ یہ ہے کہ بلاک چھپ چکنے کے بعد مختار الدین صاحب کی ملکیت ہوں گے اور انھیں روانہ کیے جائیں گے۔چاروں خطوط کا عکس (لائن بلاک) شاید نہ بن سکے، دو یا تین کا ہو جائے گا۔یہ ان کا اقتصادی معاملہ ہے۔امید ہے آپ [اتنی رعایت] ضرور دیں گے کہ سب کا نہیں تو دو یا تین خطوط کا عکس بن جائے۔بہر حال یہ آپ ہم پر چھوڑ دیجیے تو ممنون [ہوں گا]۔شبلی والا خط شکنوں سے علحدہ ہو گیا ہے اس کے پیچھے ٹکٹوں کے فالتو حصے لگا دیے [ہیں]۔بھیجتے وقت پیکٹ میں گتہ رکھوں گا تا کہ خراب نہ ہو۔

ایک دو فوری استفسارات ہیں۔میر حسن پر کام جاری ہے۔یہ اسی سلسلے میں پوچھتا ہوں:

۱۔ سودا کی ایک ہجو (ضاحک) کا بند ہے۔

ان باتوں میں سے اس کو اگر کچھ نہ کر آوے
اک مرثیہ کہہ شمر کا اس طرح بناوے
اس طرح کہ پھر مولوی ساجد کو (سکھاوے؟ بتادے؟)
یاروں کنے اس بات کو پھر لے کے یہ جاوے
روئی تو کسی طور کما کھائے مچھندر

i) اس میں تیسرے مصرعے کا قافیہ کیا ہے؟

ii) کیا مولوی ساجد کی ہجو جو مطبوعہ کلیات سودا میں ہے، دراصل میر ضاحک کی ہے؟
(دوسرے مصرع (مذکورہ بالا بند کے) سے ایسا شبہ ہوتا ہے)

ب۔ کلیاتِ سودا میں جو مخمس درہجو اہلیہ ضاحک ہے:

ضاحک کی اہلیہ نے جب ڈھول گھر دھرایا...

i) کیا یہ ''محبّ'' شاگردِ سودا کی کہی ہوئی ہے؟ ورنہ یہ شعر اس میں کیوں آیا ہے؟

بس اے محبّ تو تو رکھتا ہے طبع عالی
موقوف کر زباں سے یہ گفتگو نرالی

ج۔ ان ہجوؤں میں میاں سکندر جو آیا ہے تو کیا میاں سکندر... آباد گئے تھے (آزاد کی ان کی لکھنؤ میں آمد اور سلیمان شکوہ کا توسل ہو تو یقیناً غلط ہے کیوں کہ ضالک تو کجا میر حسن اور سودا بھی اس وقت... تو کیا میاں سکندر بھی زین خان[؟] اور شیخ سدّو کی طرح عورتوں...(دریائے لطافت میں میاں سکندر کا ذکر پیروں کی فہرست [میں] ہے۔)

د۔ کیا ''علی گڑھ میگزین'' کے طنز و ظرافت نمبر میں قاضی عبدالودود نے ضاحک کے حال میں ان مسائل کا کوئی حل پیش کیا ہے... کے مقالہ نما سے اس مضمون کی اشاعت کا پتہ چلا تھا۔ لاہور کے بعض دوستوں کو علی گڑھ میگزین کے اس پرچے کے لیے لکھا ہے۔ کیا ودود صاحب نے میر حسن کے فیض آباد جانے کی تاریخ کا تعین بھی کیا ہے؟ میں نے یہ تاریخ متعین کرنے کی کوشش کی تھی اور دو ماہ ہوئے حلقے میں مضمون بھی پڑھا تھا۔ میرا خیال ہے میر حسن اور ضاحک ۱۱۷۹ اور ۱۱۸۱ ہجری کے درمیان فیض آباد پہونچے۔ آپ کا کیا خیال ہے؟ لیکن صاحب جب سے ودود صاحب کے مقالے کا پتہ چلا ہے، میں نے میر حسن اور فیض آباد، والا مقالہ جو رسالہ اردو کو بھیج رہا تھا، روک رکھا ہے۔

ودود صاحب کی مفصل رائے ''مقدمے'' کے بارے میں ابھی نہیں ملی۔ میں ان کے مقالات اس سے پہلے دیکھتا رہا ہوں، استادی ڈاکٹر عبداللہ صاحب نے کچھ عرصہ ہوا 'معاصر کا نمبر (ا) بھی پڑھنے کو دیا تھا۔ اس میں خاصی چیزیں ان کی نظر سے گزریں۔ ان کی علمیت اور تحقیق کا معترف ہوں، لیکن ان کا اسلوبِ بیان بڑا ہی خشک ہے۔ شیرانی صاحب کی تحریر میں یہ بات نہیں۔

طبیعت پریشان ہو رہی ہے۔ گرمی زیادہ ہے۔ دوپہر کا وقت ہے۔ دو بجا چاہتے ہیں۔ بجلی کا پنکھا کبھی چلتا ہے کبھی رک جاتا ہے۔ بجلی کی سپلائی کا انتظام یہاں بڑا ہی خراب ہے اس وقت ذرا دیر کے لیے پنکھا چلا ہے تو خط لکھنے بیٹھا ہوں۔ کالج سے آج کل گیارہ بجے تک فرصت ہو جاتی ہے۔ دن کا بیش تر حصہ مطالعے میں بسر ہو سکتا تھا لیکن گرمی میں مجھ سے تو کام ہوتا نہیں، خاص کر جب بجلی کا ملنا اتنا غیر یقینی ہو گیا ہے۔ یہ سنت کلیسی کے طفیل ہے کہ اتنے برے موسم میں تین صفحے کا خط لکھ سکا ہوں۔ والسلام

آپ کا وحید قریشی

ڈاکٹر ام۔ یو۔ احمد
سینٹ کیتھرینس اوکسفورڈ

(۲۲)

۲۵مئی ۱۹۵۴ء

گوجرانوالہ

برادرم،سلام علیکم!

حضرت!لاہور گیا تھا۔دونوں بلاک بن گئے ہیں شبلی کے خط کا اور سر سیّد کے خط کا۔آپ کے اصل خطوط کا پیکٹ اپنے ساتھ ہی واپس لے آیا تھا۔اس وقت بہت گرمی ہے۔خود ڈاک خانے نہیں جا سکتا۔انشاء اللہ کل واپس ارسال کر دوں گا۔

اب پرچہ بالکل تیار ہے۔صرف آپ کے مقالے (ذخیرۂ نجم الدین) کا انتظار ہے۔جلد بھیجئے۔ممنون ہوں گا۔

مفصل خط کل لکھوں گا۔اسے محض مقالے کا تقاضا سمجھئے۔

ڈاکٹر ایم۔ایو۔احمد،سینٹ کیتھرینس،اوکسفورڈ

آپ کا وحید قریشی

(۲۳)

۷جون ۱۹۵۴ء

برادرم سلام علیکم!

آپ کا خط مع مقالے کے پہونچا۔بہت بہت شکریہ اجازت کے مطابق مندرجہ ذیل تبدیلیاں کی گئی ہیں۔اگر اجازت ہو تو انھیں رکھا جائے ورنہ اصل عبارت ہی کاتب کو دے دی جائے۔

۱۔ [عنوان] منشی نجم الدین،سر سیّد کے ایک رفیق۔

۲۔ [بیکر کی تقریر کے بارے میں فقرے حذف کر دیے گئے ہیں]

۳۔ ص ۷ پر یہ تین کی جگہ یہ تین کتابیں۔ایضاً چند خطوط کی جگہ اور چند خطوط

۴۔ [سر سیّد کے شیام بہاری کے نام خط میں ''محمڈن ایجوکیشنل کانفرنس'' کے نیچے مندرجہ ذیل فٹ نوٹ دے دیا ہے]
اصل مسودے میں سید صاحب سے ''ن'' رہ گیا ہے اور وہ صرف محمڈ ایجوکیشنل کانفرنس لکھ گئے ہیں۔

۵۔ [ص ۱۳ پر ضمائر سے الجھن پیدا ہوئی تھی اصل نام دیے گئے ہیں]

۶۔ [ص ۱۶ فٹ نوٹ میں ٹیلر کا فقرہ دیا ہے۔

I am afraid I can not help him

لیکن ص ۱۷ پر متن میں آپ نے یہ فقرہ یوں دیا ہے:

I can do nothing for Najumuddin

میں نے پہلے فقرے کو بحال رکھا ہے اور متن میں بھی پہلا فقرہ لکھ دیا ہے۔

پتا نہیں،اصل فقرہ پہلا تھا یا دوسرا]

علاوہ ازیں مضمون کے آخر میں ادارے کی طرف سے ایک تشریحی نوٹ میں نے لکھ دیا ہے جو تین صفحوں کا ہے جس

میں علی گڑھ کے سیکریٹریوں، پرنسپلوں، ان کے آپس کے تعلقات کے بارے میں کچھ اطلاع دی ہے۔امید ہے آپ اس گستاخی کو معیوب نہ جانیں گے۔ یہ نوٹ اختلافی نہیں صرف ایک اور زاویے سے ان خطوط کو دیکھنے کی دعوت دیتا ہے۔یعنی محسن الملک کی سفارشیں کیوں ناکام رہیں، اور انگریز پروفیسروں سے نجم الدین صاحب کو امداد کی ضرورت کیوں محسوس ہوئی۔ نیز مسٹر بیک کی ہندوستانی لباس کی مخالفت اور خود ہندوستانی لباس میں تصویر کھچوانے کا تذکرہ بھی کیا ہے۔

دتا سی کے تذکرے سے معلوم ہوتا ہے کہ ابوالحسن کا تذکرہ ''مسرت افزا'' کا ایک مخطوطہ آکسفرڈ کے کتب خانے میں ہے۔آپ نے اس کی نقل تو ضرور حاصل کی ہوگی۔ کیا مجھے اس سے استفادے کا کسی طرح موقع مل سکتا ہے؟ والسلام

آپ کا وحید قریشی

اب تک آپ کے نوادر پوسٹ نہیں کر سکا آج اتوار ہے۔کل ضرور پوسٹ کردوں گا اس تساہل کے لیے معذرت خواہ ہوں۔

(۴۴)

۱۴ اگست ۱۹۵۴ء

برادرم

مدت سے آپ کی طرف سے کوئی خط نہیں آیا ہندوستان سے 'معاصر' کے پرچے تو پہونچ چکے! قاضی صاحب نے لکھا تھا کہ آپ نے ان کی قیمت اپنے حساب سے دینے کا وعدہ کیا ہے۔ میں نے اس پر رضامندی ظاہر کردی ہے۔ ویسے قاضی صاحب سے بھی کتابیں بھیجنے بھجوانے کا تعلق قائم ہوگیا ہے۔ میں نے ایک آدھ کتاب جو انھیں بھیجی تھی اس کے معاوضے میں ان سے 'معیار' کا فائل مل گیا ہے اور بعض اور کتابوں کے لیے میں نے لکھ دیا ہے۔قاضی صاحب بڑے بھلے آدمی ہیں۔ تحقیق میں جو مشکل پیش آتی ہے ان سے تو استفسار کرتا ہوں۔ وہ بڑی توجہ اور محنت سے ان مشکلات میں رہنمائی کرتے ہیں۔

پنجاب یونیورسٹی میں اُردو کی پی ایچ ڈی کے لیے میر حسن کا موضوع دے رکھا تھا۔اس پر یونیورسٹی نے فیصلہ کیا تھا کہ مجھے اس کی اجازت نہیں مل سکتی کیونکہ میں آرٹس فیکلٹی میں پہلے ہی ایک پی ایچ ڈی لے چکا ہوں۔ پھر میں نے اس کے خلاف وائس چانسلر سے اپیل کی۔اس کا فیصلہ بھی میرے خلاف ہوا ہے۔اب میں نے سوچا ہے کہ اس موضوع کو ذرا وسیع کر کے ڈی لٹ کے لیے یونیورسٹی سے اجازت طلب کروں۔ آج کل زیادہ وقت اسی موضوع پر مواد جمع کرنے میں صرف ہو رہا ہے۔ آٹھ دس دن تک ملخص اور مصادر یونیورسٹی کو بھجوں گا تاکہ موضوع کی اجازت مل جائے۔

آپ برٹش میوزیم، انڈیا آفس اور باڈلین میں میر حسن کو بھی پیش نظر رکھیے۔ اور کہیں کوئی نسخہ (میر حسن کی کسی تالیف کا) یا میر حسن کے متعلق کسی کا تذکرہ یا تاریخ کی کوئی عبارت ملے مجھے اس کی اطلاع ضرور دیجیے۔

کیا ''کاشف الحقائق'' (امداد امام، اثر) کہیں سے دستیاب ہوسکتی ہے؟ دو چار ماہ کے لیے مستعار ہی مل جائے۔ سنتا ہوں اس میں میر حسن کی مثنوی پر ساٹھ ستر صفحات کا مقالہ ہے۔

ابھی ''نئی تحریریں'' پریس سے نہیں آیا۔ پچھلے دنوں لاہور گیا تھا اس زمانے میں کتابت ہو رہی تھی۔ امجد الطاف صاحب کو تاکید کر آیا تھا کہ آف پرنٹ ضرور نکلوائیں، قیمت یہاں سے ادا کردی جائے گی۔ آپ اس کا زیادہ خیال نہ کیجیے۔

مدت ہوئی مکتبۂ جدید کی اور میری طرف سے ایک کاپی مقدمہ (خاص ایڈیشن) کی اور اس پیکٹ میں ایک کاپی ذکر شبلی

(امین زبیری) کی روانہ کی گئی تھی۔ کہیے یہ پیکٹ ملا یا نہیں۔ مقدمے کے بارے میں آپ کی رائے کا بے تابی سے انتظار کر رہا ہوں۔ ستمبر میں ریڈیو پر ریویو کرنا ہے اور کتابوں کے ساتھ 'احوالِ غالب' بھی ہوگی۔

آپ تو بے حد مصروف ہوں گے۔ زیادہ سمع خراشی کیا کروں۔ والسلام

آپ کا وحید قریشی

(۲۵)

۱۴ اگست ۱۹۵۴ء

برادرم آرزو

ابھی ابھی اعظمی صاحب کا خط علی گڑھ سے آیا۔ انھوں نے آپ کے بارے میں اطلاع دی ہے کہ آپ اکتوبر میں ہندوستان لوٹنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ بھئی کیا یہ وظیفہ ایک ہی سال کے لیے تھا۔ اور کیا تحقیقی مقالہ انگلستان ہی میں ڈگری کے لیے دینا ہے یا ویسے ہی بس قومی خدمت تھی جس پر آپ مامور تھے؟

واپسی پر ایک بات یاد رکھیے۔ انگلستان سے کراچی اور وہاں سے بمبئی کا راستہ اختیار کرنے کی بجائے آپ کراچی سے لاہور آ کر یہاں سے خشکی (برّی) کے راستے واگہ سے ہوتے ہوئے علی گڑھ کیوں نہیں جاتے۔ راستے میں ٹھہرنے کے لیے غالباً دس دن تو ملیں گے ہی، اس لیے بہ آسانی مجھ سے ملنے کی صورت نکل سکتی ہے۔ ورنہ مجھے کراچی جا کر آپ کو زبردستی اپنے ہاں لانا پڑے گا۔ اب نادیدہ عاشقوں کی فہرست سے نکلنے کو جی چاہتا ہے۔

خدا کرے کہ آپ پاکستان آنے کے لیے وقت نکال سکیں اور اس طرح چند دن اکٹھے گزارنے کا موقع مل جائے۔

میں اس سلسلے میں آپ کے خط کا بے تابی سے انتظار کر رہا ہوں۔ اس سے پہلے بھی دو چار روز ہوئے ایک خط لکھ چکا ہوں، وہ ہفوات جواب کے قابل نہ تھیں۔ البتہ یہ خط ضرور ایسا ہے کہ آپ ابھی جواب لکھنے بیٹھ جائیں اور میں آپ کے آئندہ پروگرام سے واقف ہو جاؤں۔ والسلام

ڈاکٹر ام۔ یو۔ احمد، مرائیڈن

آپ کا وحید قریشی

(۲۶)

۳ نومبر ۱۹۵۴ء

گوجرانوالہ

برادرم!

آپ کا ۵۴/۱۰/۸ کا مکتوب مل گیا تھا۔ تساہل کی وجہ سے جواب سے اب تک قاصر رہا۔

۱) ''نئی تحریریں'' چھپ کر مارکیٹ میں آ گیا ہے۔ یہ آپ تک بھی عنقریب پہونچے گا۔

۲) ''نقوش'' کے تازہ پرچے میں شیرانی صاحب اور تاثیر صاحب کے خطوط شایع ہو گئے ہیں۔ امید ہے طفیل صاحب نے پرچہ بھیجا ہوگا۔

۳) جن صاحبوں کو ''نئی تحریریں'' بھجوانے کے لیے آپ نے لکھا تھا ان کے پتے پر لاہور بھجوا چکا ہوں۔

۴) افکارِ غالب کا بڑی شدت سے انتظار ہے۔
۵) میں ریڈیو براڈ کاسٹ نہیں کر سکا تھا کیونکہ شدید بارش کے سبب اس زمانے میں گوجرانوالہ اور لاہور کے درمیان آمد ورفت کا سلسلہ بالکل بند ہو گیا تھا۔ سڑک ٹوٹ گئی تھی اور ریل بھی بڑی مشکل سے اور کبھی کبھی پہنچتی تھی۔
۶) اکرام صاحب سے دو تین [دن] ہوئے مکتبۂ جدید پر تعارف ہوا تھا۔ حمید احمد خان صاحب سے ذاتی واقفیت نہیں۔ اگرچہ ان کا مداح ہوں اور لاہور کی بعض محفلوں میں انھیں بارہا دیکھ بھی چکا ہوں اور ان کی تحریروں سے بھی فائدہ اٹھایا ہے۔
۷) موضوع ابھی منظور نہیں ہوا (میر حسن) ممکن ہے ہو جائے ممکن ہے نہ ہو۔ بہر حال میں نے تہیہ کر لیا ہے کہ لکھوں گا ضرور، چاہے یونیورسٹی منظور کرے یا نہ کرے۔ پشاور کے مرزا علی حسن صاحب سے توقع تھی کہ میر حسن کے کلیات کا وہ نسخہ جو ان کے خاندان میں تھا اور اب ان کی ملک ہے استفادے کو دیں گے، اور ان کا وعدہ بھی یہی تھا۔ اب وہ کہتے ہیں کہ میں خود اس موضوع پر کام کر رہا ہوں، اس لیے نہ دکھا سکوں گا۔ قلمی نسخے کا پاکستان میں یہ آخری سہارا تھا۔ اب آپ میرے لیے انگلستان سے کچھ انتظام کیجیے، روٹو یا مائی کروفلم کا۔
برٹش میوزیم میں کلیاتِ میر حسن کا ایک نسخہ ہے جس پر رسالہ ''کارواں'' ۱۹۳۴ء میں زور صاحب نے ایک مضمون بھی لکھا تھا۔ اس کا روٹو آپ کرا کے بھجوائیے تو کام چلے گا...
۹) طاہر فاروقی صاحب کا خط آیا تھا کہ اسلامیہ کالج پشاور کی لائبریری سے قلمی نسخے کی نقل کا انتظام ہو سکتا ہے۔ آپ کو جس کتاب کی نقل مطلوب تھی مطبوعہ فہرست میں سے صفحے کا حوالہ، کتاب کا نام، مصنف کا نام وغیرہ ایک درخواست میں لکھ کر بھیجیے۔ اور ساتھ ہی اس میں لکھ دیجیے کہ پاکستان میں اس بارے میں مزید خط کتابت اور معاوضہ مجھ سے گوجرانوالے کے پتے سے طلب کر لیں۔ فاروقی صاحب کی معرفت اس کا انتظام جلد ہی ہو جائے گا۔ آپ یہ دفتری کارروائی مکمل کر کے پرنسپل اسلامیہ کالج پشاور کے نام جلد از جلد بھیج دیجیے۔ فاروقی صاحب خط کا جواب دینے میں میری طرح کاہل ہیں۔ لیکن کام ضرور کر دیتے ہیں۔
۱۰) ڈاکٹر عاشق [حسین] بٹالوی انگلستان میں ہیں۔ عطیہ فیضی کے بارے میں ان سے پوچھیے۔ بہت کچھ جانتے ہیں۔
۱۱) آپ نے پچھلے خط میں میری شادی کا پوچھا تھا۔ حضرت وہ تو ۲ مئی ۱۹۵۳ء ہی کو ہو گئی تھی اور اس کی اطلاع بھی اسی زمانے میں آپ کو دے چکا ہوں۔
۱۲) اس دوران میں میرے دو مقالے چھپ چکے ہیں۔ ایک ''میر حسن اور فیض آباد'' رسالۂ اردو میں اور دوسرا اسلامک لٹریچر (لاہور) میں بعنوان The Indian Persian۔
۱۳) میر حسن کے بارے میں قاضی عبدالودود صاحب میری بڑی امداد فرما رہے ہیں۔ جب کوئی مشکل پیش آتی ہے ان سے رجوع کرتا ہوں، اور ہمیشہ خندہ پیشانی اور محنت سے رہنمائی فرماتے ہیں۔ مولوی شفیع صاحب کے بعد یہ دوسرے ایسے آدمی مجھے ملے ہیں جو دوسرے کے فائدے کے لیے اپنا بہت سا قیمتی وقت ضایع کرنے سے بھی گریز نہیں کرتے۔ آپ کا بہت احسان مند ہوں کہ آپ نے قاضی صاحب سے میرے مراسم استوار کر دیے۔ والسلام

ڈاکٹر ام۔ یو۔ احمد، ام اے، پی ایچ ڈی یونیورسٹی لائبریری، شعبۂ مخطوطات رین برگ ۷۰۔۴۷ رانیران، ہولینڈ

آپ کا، وحید قریشی

(۲۷)

۲۹دسمبر۱۹۵۴ء

عمرت دراز باد، فراموش گار ما!

مدت ہوئی آپ کا خط لیڈن سے آیا تھا۔ جس کا جواب دیا گیا۔ خط میں بعض جواب طلب امور تھے۔ جن کی طرف آپ نے توجہ نہیں فرمائی۔ گمانِ غالب یہ ہے کہ آپ کو خط ہی نہیں ملا۔ حلقۂ اربابِ ذوق کا پرچہ ''نئی تحریریں'' بھی لیڈن کے پتے پر بھیجا گیا تھا۔ اس کی رسید بھی نہیں ملی۔ خیال ہے (اب تک آپ واپس آکسفرڈ آ گئے ہوں گے اس لیے یہ خط لکھتا ہوں۔ اور گزشتہ کے بعض اندراجات (جہاں تک میرا حافظہ کام کرتا ہے) یہاں دوہرا دیتا ہوں۔

۱۔ پشاور سے اطلاع آئی تھی کہ جس کتاب کی نقل آپ کو درکار ہے اس کا نام وغیرہ ایک باقاعدہ درخواست کی صورت میں نگراں (تحقیق کے نگراں) سے تصدیق کرا کر بھیجیے جس میں یہ لکھا جائے کہ روپے وحید قریشی سے فلاں پتے پر حاصل کیے جائیں۔ نقل کی قیمت موجود لوگ طے کریں گے آپ کی طرف سے میں ادا کر دوں گا۔

۲۔ برٹش میوزیم میں کلیات میر حسن کا ایک مکمل مخطوطہ ہے جس کا ذکر زور نے رسالہ کارواں (لاہور) میں بسلسلۂ میر حسن اور قتیل کیا تھا۔ پاکستان میں [میر] حسن کا کلیات نہیں مل سکا۔ کیونکہ جن صاحب کے پاس تھا وہ پہلے تو وعدے کرتے رہے اب صاف انکار کر دیا ہے۔ اندریں حالات آپ برٹش میوزیم کے اس مخطوطے کا مائی کروفلم کرا دیجیے۔ اور تخمینہ خرچ کا بھی لکھیے۔

۳۔ تاثیر اور شیرانی صاحب کے خطوط آپ کی طرف سے نقوش میں شایع کرائے گئے تھے۔ امید ہے پرچہ مل چکا ہوگا۔

لیجیے صاحب یہ خط تو باسی روٹی کھاتے ہی ختم ہو گیا۔ تازہ باتیں اگلے خط میں۔

آپ کا، وحید قریشی

(۲۸)

۲فروری۱۹۵۵ء

گوجرانوالہ

برادرم!

میری ''تغافل شعاری'' (بقول آپ کے) سے آپ عاجز آ چکے ہوں گے۔ دسمبر میں کالج کے طلبا کو ہڑپے لے کر جانا پڑا تھا اس لیے خط نہ لکھا۔ پھر واپسی پر سردی کی رو چل رہی تھی۔ سردی لگ گئی اور دسمبر کی چھٹیاں بیماری میں گزریں پھر جنوری کالج کے امتحان کے پرچے دیکھنے میں صرف ہوا۔ پھر فوٹو گرافی کی ایک نمائش کا اہتمام کیا، پھر سٹاف میٹنگز کی رودادیں لکھنی پڑیں اور اس سے نجات ملی ہے تو اپنے آپ کو واپس اس دنیا میں پا رہا ہوں۔

سخاء اللہ صاحب کے مقالے کے بارے میں انھیں آج ہی لکھوں گا۔ اور جواب آنے پر مطلع کروں گا۔ میر حسن کے موزۂ برطانیہ والے مکمل نسخے کی نقل مطلوب ہے چاہے وہ مائی کروفلم میں ہو چاہے روٹو۔ جس طرح سستا پڑے کر لیجیے۔ یونیورسٹی سے کسی امداد کی توقع نہیں۔ اس کا خرچ گرہ سے ہی ادا کرنا ہوگا۔

''مجمع الانتخاب'' (کمال) سے ترجمۂ حسن کی نقل کا شکریہ۔ فائق رامپوری صاحب نے کمال کے جونوٹ انجمن ترقی اردو کے نسخے سے لیے تھے وہ اس سے پہلے مجھے دکھا چکے تھے۔ آج کل 'فائق' ہجرت کر کے یہاں گوجرانوالے آ چکے ہیں۔ ''مجمع الانتخاب'' کی نقل تو آپ حاصل کر ہی چکے ہوں گے۔ مطالعے کے لیے بھجوایئے ایک ماہ کے اندر اندر واپس کر دوں گا۔ محض اقتباسات سے تشفی نہیں ہوئی۔ ہاں یہ تو کہیے کہ ایشیاٹک سوسائٹی کا نسخہ مکمل ہے یا انجمن کے نسخے کی طرح صرف سودا کے حالات تک ہے؟

یارانِ علی گڑھ بھی مدت سے خاموش ہیں۔ آج خط لکھوں گا۔ اپنی کوتاہ قلمی اور آپ لوگوں کی غفلت شعاری کا کہاں تک رونا رویا جائے۔ پانی سر سے گزر چکا ہے۔ والسلام

ڈاکٹر ام۔ یو۔ احمد، ام اے، پی ایچ۔ ڈی

سینٹ کیتھرینس، اوکسفورڈ

آپ کا، وحید قریشی

(۲۹)

۱۴ مئی ۱۹۵۵ء

گوجرانوالہ

پیارے آرزو!

مدت ہوئی آپ کا خط آیا تھا۔ جواب بھی دیا گیا۔ اس کے بعد آپ نے خاموشی اختیار کر لی۔ میرے ذمے ڈاکٹر سخاء اللہ کے مقالے کے بارے میں اطلاع مہیا کرنا تھا۔ افسوس اس میں ناکام ہوں۔ میں تو طاہر فاروقی صاحب کو اس سلسلے میں خط لکھ لکھ کے ہار گیا ہوں۔ جواب ندارد۔ اڑتی سی خبر ہے کہ وہ شائد دوبارہ ڈھاکے میں جا کر ملازم ہو گئے۔ خدا کرے ایسا ہی ہو ورنہ مجھے بُرے بُرے خیال آ رہے تھے۔ دو سال سے بے چارے لقوہ میں مبتلا تھے۔ اور یہ ڈھاکے کی دین تھی بہ ظاہر امکان تو نہیں کہ اُدھر کا رخ کیا ہو۔ لے دے کر ایک یونیورسٹی رہ گئی ہے۔ جہاں انھوں نے ابھی تک ملازمت نہیں کی یعنی کراچی۔ ممکن ہے ادھر کا رخ کر بیٹھے ہوں۔ ملازمت کے سلسلے میں وہ ''یونیورسٹی پیشہ'' واقع ہوئے ہیں۔

بہر حال مجھے اپنی ناکامی کا افسوس بھی ہے اور اعتراف بھی۔ حلقے والوں نے امید ہے اب تک فرمے روانہ کر دیے ہوں گے۔ اور پرچہ بھی۔ پتا نہیں علی گڑھ پرچہ بھیجا گیا یا نہیں وہ لوگ بھی شاکی تھے۔ لیکن میرے یار تو مجھ سے بھی زیادہ غیر ذمہ دار نکلے۔ امکان نہیں کہ وہاں پرچہ بھیجا گیا ہو۔ آپ کو ضرور بھیجا گیا ہوگا کیونکہ پچھلے دنوں میری طرف سے ہر ہفتے اس کا مطالبہ رہا ہے۔

مدت ہوئی غالب کے سلسلے میں آپ دوسری جلد شائع کرانے والے تھے۔ کہیے چھپی یا نہیں۔ مجھے بہت انتظار ہے کیونکہ یاد پڑتا ہے کہ اس میں میرا بھی کوئی مضمون تھا۔

میر حسن کے کلیات کا مائی کروفلم جلد بھجوایئے۔ میں گرمیوں کی تعطیلات میں مقالہ مکمل کرنا چاہتا ہوں۔ آپ سے اولین فرصت میں توجہ کا طالب ہوں۔

آپ کا، وحید قریشی

(۳۰)

۴جولائی ۱۹۵۵ء

برادرم!

آپ کا ۲۶ ماہ گزشتہ کا خط ملا۔ اس دفعہ دو تین روز کے توقف سے جواب دے رہا ہوں۔ روپیہ بھیجنے کے طریقوں کے بارے میں استفسار کیا ہے۔ افسوس ہے یہاں ہندوستان کا Paral Certificates کا قاعدہ مروج نہیں ہے۔ اس لیے ایک ایک پونڈ کے منی آرڈر روانہ کرنے کا انتظام نہیں۔ اب روپیہ بھیجنے کی صورت بینک ہے۔ ''نیشنل بینک'' والوں نے ایک ہفتہ میں ڈرافٹ مہیا کرنے کا وعدہ کیا ہے۔ اس لیے اب طریق کار یہ ہے کہ آپ British Museum کو لکھیں کہ مائی کروفلم کا Memo میرے نام پر (وحید قریشی کے نام پر) کاٹ کر بھیجیں جس میں کل خرچ (قیمت مائی کروفلم۔ اور ترسیل کا خرچ وغیرہ) درج ہو)۔ یہ Memo جلد از جلد آنا چاہیے۔ یہاں پر فارم M پر کر کے اور Memo ساتھ لگا کر نیشنل بینک کی معرفت کراچی بھجواؤں گا، اور وہاں سے ڈرافٹ بن کر آئے گا۔ پھر وہ برٹش میوزیم کو روانہ کیا جائے گا۔ میوزیم سرکاری انداز میں مجھے یہ فلم روانہ کرے گا۔ اگر فلم تیار ہو کر آپ کو مل چکا ہو اور آپ انھیں پیسے ادا بھی کر چکے ہوں تو اس صورت [میں] دو طریقے ہیں:

۱۔ Memo میرے نام کا ہو۔ روپے برٹش میوزیم کو روانہ ہوں گے۔ آپ ان سے وصول کر لیں (کیونکہ ہماری حکومت غیر ممالک میں افراد کو روپے اس انداز میں بھیجنے کی اجازت نہیں دیتی البتہ اداروں کو روانہ ہو سکتے ہیں)

۲۔ آپ کو روپے برٹش قونصل کی معرفت روانہ کیے جائیں (مظفر علی سید بتاتے ہیں کہ لاہور سے روپے آپ کے نام روانہ کرانے کا یہ انتظام ممکن ہے)۔

اگر پہلی صورت آپ کے لیے ممکن نہ ہو تو دوسری صورت کے لیے کوشش کریں کہ غیر ملک میں آپ پر زیادہ بوجھ نہ پڑے باقی باتوں کا جواب اگلے خط میں عرض کروں گا۔

ڈاکٹر رام۔ یو۔ احمد ۲۸ رچمنڈ اسٹریٹ، اوکسفورڈ۔

آپ کا، وحید قریشی

(۳۱)

۱۰جولائی ۱۹۵۵ء

گوجرانوالہ

حضرت! آپ کی خاموشی پریشان کن ہو گئی ہے۔ پچھلے دو ماہ سے کوئی خط نہیں آیا۔ خدارا ادھر توجہ کیجیے۔

''کلیات حسن'' کے مائی کروفلم کا کوئی انتظام ہوا؟ نیز غالب پر دوسری جلد بھی ابھی شایع ہوئی ہے یا نہیں؟ اگر چھپ گئی ہو تو اس کی ایک کاپی بھجوایئے۔ احوال غالب پر مختصر ریویو دستور (لاہور) میں چھپا ہے۔ شائد نظر سے گزرا ہو۔ مدیر کو لکھ دیا ہے کہ آپ کو ایک کاپی ارسال کر دے۔ والسلام

اولین فرصت میں جواب کا طالب

وحید قریشی

۱۶ اگست ۵۵ء

متصل اسلامیہ ہائی اسکول

گوجرانوالہ

برادرم

آپ کا خط مل گیا تھا۔ بڑی مزاج کا پتا چلا۔ اب آپ کو خط نہ لکھنے کا شکوہ نہیں رہے گا۔ باقی رہی یہ بات کہ متعلقہ امور کے بارے میں فیصلہ کن بات نہیں لکھتا۔ اس کی صورت یہ ہے آپ کا وہ خط مجھے نہیں ملا جس میں آپ نے مائی کروفلم کی مجموعی قیمت اور ترسیلِ زر کے بندوبست کے بارے میں لکھا ہو یا تو آپ بھول رہے ہیں یا پھر خط کہیں راستے میں ہی ضائع ہو گیا ہوگا۔ آپ کا آخری خط جس میں کلیاتِ حسن کا ذکر تھا۔ اس میں قیمت تخمیناً لکھی گئی تھی اور مفصل اطلاع کا وعدہ تھا۔ جواب میں میں نے لکھا تھا کہ اپنی گرہ سے ادا کر دیجیے۔ میں آپ کو کتابوں کی صورت میں آپ کے پاکستان سے گزرنے پر نقد ادا کر دوں گا، کیونکہ ویسے بھیجنا Exchange کی دقتوں کی وجہ سے مشکل ہے۔ اب آپ کا ۱۶، جولائی کا خط واقعات کو صاف کرتا ہے۔ شائد آپ کے بجٹ میں بھی اس وقت گنجائش نہیں۔ میرے واقف کاروں میں ایک صاحب انگلستان میں تھے، ان سے درخواست کی جا سکتی تھی لیکن اب وہ وہاں نہیں ہیں۔

میرے ''کالج تاشی'' پروفیسر حمید صاحب کے ایک عزیز غالباً ابھی تک وہیں ہیں۔ اب ان کو لکھا جائے گا۔ اور ان کے گھر والوں کو یہاں فوراً ہی روپیہ نقد دے دیا جائے گا۔ بہر حال بیل منڈھے چڑھ گئی تو عنقریب اطلاع دوں گا۔

میں آج کل یہاں اپنے مکان کا ایک حصہ بنوا رہا ہوں۔ گزشتہ ایک ماہ سے زندگی بڑی ہی بے قاعدہ ہو گئی ہے۔ اگرچہ یہاں کے لوگ بڑے ہی غیر ذمہ دار ہیں تاہم کبھی کبھی ہم لوگ ''خوابِ غفلت'' سے بیدار ہو ہی جاتے ہیں۔ اس دفعہ درخواست یہ ہے کہ اس عذرِ گناہ کو معقول وجہ تصور کیا جائے ورنہ مجھے پھر یہ بھی آپ کو بتانا پڑے گا کہ خود آپ کے خط میں بعض باتیں تحقیق طلب تھیں اس لیے دیر ہوئی۔ اترسوں لاہور گیا تھا اور امجد صاحب اور قیوم صاحب سے ملنا ہوا۔ معلوم ہوا کہ میری درخواست پر آپ کے مقالے کے ۱۵ فرمے الگ نکلوا کر دو تین مہینے ہوئے بحری ڈاک کے ذریعے مع ایک کاپی (نئی تحریریں) روانہ کیے گئے تھے۔ آپ کو معلوم ہوتا ہے ابھی تک یہ نہیں ملے۔ وہاں یہ ڈاک سے فرمے نہ پہونچے ہوں تو اور نکلوا کر بھیج دوں۔ ''نئی تحریریں'' کا دوسرا پرچہ بھی چھپ گیا ہے اور آپ کے نام روانہ ہو چکا ہے۔ ایک ایک کاپی خلیل الرحمٰن اعظمی صاحب اور اسلوب احمد انصاری صاحب کو بھی بھیج دی گئی ہے۔ بلاک اس دفعہ میں اپنے ساتھ لے آیا ہوں۔ کہیے کہاں روانہ کیے جائیں۔

''دستور'' میں میں نے تین کتابوں پر ریویو کیا تھا۔ جن میں ''احوالِ غالب'' بھی شامل ہے۔ آج رمضان صاحب کو خط لکھوں گا کہ ایک کاپی آپ کو بھی بھیج دیں۔

سخاء اللہ صاحب کو پھر خط لکھا تھا۔ اب کے بھی جواب ندارد۔ فاروقی صاحب کو یاد دہانی بھی بے کار ثابت ہوئی۔ پنجاب میں شائد مولوی شفیع صاحب کے سوا ہم سب خطوط نویسی سے گھبراتے ہیں۔ یہ تساہل واقعی سر پیٹنے پر مجبور کر دیتا ہے۔ مولوی صاحب قبلہ کے سلسلے کا مجموعہ مضامین ابھی پریس میں ہے۔ اس کے فرمے ہمارے کرم فرما پروفیسر وزیر حسن عابدی ریڈر

ان اسپوکن پرشین پنجاب یونیورسٹی (غالب کی باغ و بہار والے عابدی صاحب) دیکھ رہے ہیں۔ کتاب غالباً دو ماہ تک شائع [ہو سکے گی]، ایک کاپی خرید کر روانہ کروں گا۔ والسلام

ڈاکٹر ام۔ یو۔ احمد، ۲۸ رچمنڈ اسٹریٹ، اوکسفورڈ

آپ کا
وحید قریشی

(۳۳)

۲۴ دسمبر ۱۹۵۵ء

برادرم، سلام علیکم!

اس وقت ۲۳ کی شام ہے۔ علی الصبح دسمبر کی چھٹیاں گزارنے گوجرانوالہ سے باہر جا رہا ہوں۔ ۳۱ دسمبر کو واپس گوجرانوالہ لوٹوں گا۔ اس وقت ترسیلِ زر کی ایک ہی صورت ممکن ہو سکی ہے۔ -/13 تیرہ روپے کی مالیت کے International Coupon بھیج رہا ہوں۔ آپ کو ڈاک خانے میں دے کر غالباً 10 روپے یا اس کے برابر روپے مل جائیں گے۔ لیکن واپسی ڈاک (ہوائی ڈاک) [سے] لکھیے کہ ان کے کتنے شلنگ وصول ہوئے۔ اس وقت گوجرانوالہ میں اتنے ہی کوپن مل سکے۔ اور کوپنوں کے لیے درخواست دے دی ہے۔ جنوری کی ابتدا میں باقی ماندہ رقم ارسال کی جائے گی۔ ابھی کلیات کا مائی کرو فلم نہیں پہونچا۔ ملنے پر اس کی اطلاع بھی دوں گا۔ خطوط کے جواب کچھ تساہل اور کچھ طبیعت کی خرابی کے سبب نہ دے سکا۔ لکھنا پڑھنا بھی بند تھا۔ اب حسن پر دوبارہ کام شروع کر رہا ہوں۔ والسلام

آپ کا وحید قریشی

آپ کے خط کا بے تابی سے انتظار کر رہا ہوں۔

اس لفافے میں ۳۲ عدد کوپن ہیں واپسی ڈاک سے بتائیے کہ آپ کو فی کوپن کیا وصول ہوا۔[1] جواب آنے پر باقی قیمت کے کوپن روانہ کروں گا۔

(۳۴)

۱۳ مارچ ۱۹۵۶ء

پیارے آرزو!

سلام علیکم معذرت خواہ ہوں کہ بڑی مدت کے بعد خط لکھ رہا ہوں۔ [کلیات میر حسن کا] مائی کرو فلم مجھے مل گیا تھا اس کے بعد کچھ کوپن آپ کو ڈاک کے ذریعے بھیجے تھے جن کی رسید آپ کی طرف سے خط کی صورت میں ملی تھی۔ پھر میں بڑا سخت بیمار ہو گیا Sciatica کا شدید درد ہوا۔ یہ دورہ دس بارہ دن ہوئے تھما ہے اور اب گھر والے ٹانگے میں سوار کرا دیتے ہیں اور کالج والے اتار لیتے ہیں۔ ابھی تک تیمور لنگ بنا ہوا ہوں۔ نتیجہ یہ کہ باقی روپے آپ کو نہ بھجوا سکا اور نہ خط ہی لکھ سکا۔ اب روپے کی

---

1. ہر کوپن کے دس شلنگ آٹھ پنس ملے تھے۔

ترسیل کا بندوبست ہوگیا ہے۔ میرے کالج تاش ارتضٰی قادری [کی] معرفت [واپسی کا] انتظام ہوا ہے۔ ان کے دوست ڈاکٹر غلام عباس جو انگلستان میں مقیم ہیں آپ کو چار پونڈ کا منی آرڈر روانہ کریں گے یا کر چکے ہوں گے، ساتھ ہی وہ یا تو میرا حوالہ یا پروفیسر ارتضٰی قادری کا حوالہ دیں گے۔ آپ یہ روپے وصول کر لیجیے۔ اب اس طرح ۴ پونڈ سات شلنگ سے زائد روپے آپ کو مل جائیں گے۔ یہ زائد روپے آپ ''معاصر'' کے ان پرچوں کی قیمت کا ایک حصہ تصور کر لیجیے جو آپ نے پٹنے سے مجھے بھجوائے تھے۔

اور کہو بھائی وہاں کیا عالم ہے۔ میں تو پنجاب یونیورسٹی سے دل برداشتہ ہوگیا ہوں۔ اب ارادہ ہے علی گڑھ سے ڈی لٹ کے کوائف منگواؤں اور گرما کی طویل چھٹیوں [میں] وہاں جا کر تھیسس مکمل کر لوں۔ تحقیقی مقالے کا کام بھی بیماری کے سبب بند رہا حتی کہ مائی کرو فلم سے بھی ابھی تک کوئی فائدہ نہیں اٹھا سکا۔ اگر آپ کی یونیورسٹی مان گئی کہ تین ماہ رہ کر مقالہ یونیورسٹی کو دے دوں تو پھر ایسا ہی کروں گا، بصورت دیگر میں دو تین سال تو ہندوستان میں قیام نہیں کر سکتا۔ میں اتنا امیر نہیں کہ بغیر ملازمت کے زندہ رہ سکوں۔ اس لیے پھر مجبوراً پنجاب یونیورسٹی میں ڈگری کے لیے قسمت آزمائی کرنی پڑے گی۔ میرے مقالے کا عنوان ہوگا ''میر حسن اور اس کا زمانہ''۔

قاضی صاحب سے بھی سفارش کیجیے کہ اب تو مان جائیں باقاعدہ خط لکھنے کا وعدہ کرتا ہوں۔ ان کے خط کا جواب کئی ماہ سے مجھ پر واجب ہے۔ ان کا مقالہ جو امجد اور قیوم کے پاس دفن تھا، واپس لینے میں کامیاب ہوگیا ہوں۔ اب یہ مضمون میرے پاس ہے۔ قاضی صاحب کو آج کالج سے آ کر بھیجوں گا۔ والسلام۔

آپ کا، وحید قریشی

(۳۵)

۲۶ مئی ۱۹۵۶ء

گوجرانوالہ

میرے بھائی

آپ کے دونوں خط مل گئے تھے، انگلستان میں آپ کو اپنی صحت کی اطلاع دی تھی۔ دسمبر کی چھٹیوں میں بہاول پور کی طرف چلا گیا۔ واپس آتے ہی Sciatica کا حملہ ہوا۔ بیماری پیشہ ہونے کے باوجود اس بیماری کا پہلا تجربہ ہے۔ دو ماہ بستر پر بڑا رہا۔ ٹیکے، دوائی، مسہل، فاقہ غرض کہ سب حربے استعمال کیے۔ آخر تانگے پر کالج تک پہنچنے کے قابل ہوگیا (کالج میرے گھر سے سوا میل دور ہے)۔ یہ دستور اب سے چھ سات روز قبل تک رہا ہے۔ اس دوران میں ڈاکٹروں کے مشورے سے بجلی کا علاج کرایا۔ اب سائیکل پر کالج جاتا ہوں اور ایک دو فرلانگ چل بھی لیتا ہوں۔ اگرچہ دائیں ٹانگ میں خرابی بدستور ہے اور لنگڑا کر چلتا ہوں۔ بہر حال اب خود کو زندوں میں شمار کرنے لگا ہوں۔ آپ کے خطوط آنے سے قبل بغرض علاج لاہور کا پھیرا بھی ہوا تھا۔ اب اگلا پھیرا یکم جون یا پھر اگلے جمعے (آج بھی جمعہ ہے اور تاریخ 26/5/56) ہوگا۔ آپ کے لیے مطلوبہ کتب اور رسائل فراہم کر کے بھجواؤں گا۔ نئی تحریریں کے گزشتہ شمارے یک جا کتابی صورت میں بھی شایع ہوگئے ہیں۔ ان کی ایک جلد روانہ کروں گا۔ آپ کے بلاک بھی میرے پاس رکھے ہیں۔ پتہ نہیں ڈاک کے ذریعے یہ ہندوستان بھیجے جا سکتے ہیں یا نہیں۔ یہاں کے ڈاک خانے والوں کو کچھ علم نہیں آپ اپنے ہاں سے دریافت کر کے لکھیے تا کہ وہ بھی روانہ کر سکوں۔ مولوی شفیع صاحب پر کتاب

شایع ہوگئی ہے اس کی قیمت ۱۵ روپے ہے خرید کر ایک جلد بھیجوں گا۔ حلقۂ اربابِ ذوق والوں سے ملا تھا اور ان سے قاضی صاحب کا مقالہ واپس لے آیا ہوں۔ یہ مقالہ اب کل روانہ کروں گا۔ قبلہ قاضی صاحب (قاضی عبدالودود) تو مجھ سے بہت برہم ہوں گے۔ ان سے مدت سے خط و کتابت بند ہے۔ آپ میری مجبوریوں اور معذوریوں کا تذکرہ کیجیے۔ اور شفاعت کیجیے ممکن ہے راضی ہوجائیں۔ ان سے خطوط کے سلسلے کا منقطع ہوجانا میں اپنی بہت بڑی بدنصیبی سمجھتا ہوں۔ اگر روابط کی تجدید ہوجائے تو میں آپ کا بہت ممنون ہوں گا۔ خط لکھنے میں کچھ تو میں ویسے ہی کاہل ہوں اور پھر بیماری نے اور بھی نکما کردیا۔ اب میر حسن والا کام دوبارہ شروع کیا ہے۔ ایک مقامی دوست کی نوازش سے جو بیک وقت شاعر بھی ہیں اور سینما کی مشینیں بھی بناتے ہیں۔ مائی کرو فلم کا پروجکٹر بنوایا ہے۔ اسی روپے اٹھ گئے ہیں۔ اس کی مدد سے آپ کا بھیجا ہوا فلم پڑھ رہا ہوں۔ بڑی بڑی مزے کی چیزیں مل رہی ہیں۔ دعا کیجیے (کیونکہ عبدالماجد دریا آبادی صاحب کے اخبار میں آپ کے سفرنامے کے ساتھ آپ کا لقب پڑھ کر یقین ہوا کہ آپ مولوی بھی ہیں) اب میر حسن والا کام جون ہی میں مکمل ہوجائے تو اچھا ہے۔ تاکہ Submite کرسکوں بعض دوستوں کا مشورہ ہے کہ مقالہ علی گڑھ یونیورسٹی میں پیش ہوا گر وہاں آنے کا سامان کروں تو کیا آپ کی یونیورسٹی میری مختصر رہائش (تین ماہ) کو کافی تسلیم کرے گی؟ بیماری کے بعد سفر کی ہمت نہیں تاہم اگر ہوسکے تو خرچ بھی کیا ہے۔ والسلام

ڈاکٹر مختارالدین احمد صاحب، حبیب منزل، سبلاؤ ضلع پٹنہ، ہندوستان

معاصر نمبر کے بعد کوئی پرچہ نہیں ملا۔

آپ کا، وحید قریشی

(۳۶)

۲۷ جون ۱۹۵۶ء

برادرم آرزو

آپ کا عتاب نامہ بھی مل گیا تھا

ہرچہ از دوست می رسد نیکوست
خراب لذت آنم کہ چوں شناخت مرا
عتابِ زیر لبی کرد و خانہ ویراں گشت

قاضی [صاحب] کو خط دو ہفتے ہوئے لکھ چکا ہوں جو رجسٹرڈ تھا۔ اس میں ان کا مقالہ اور مطلوبہ کوائف سب درج کردیے گئے تھے۔ لیکن ابھی جواب موصول نہیں ہوا۔ آپ کے سلسلے میں عرض یہ ہے کہ بارہ روز ہوئے پنجاب کالج کے لیکچرار عربی عبدالحی صدیقی لاہور گئے تھے۔ انھیں آپ کی کتب کی تفصیل دے دی گئی تھی۔ بڑی تلاش و جستجو کے بعد وہ مندرجہ ذیل خبر لائے۔

۱۔ یونیورسٹی سیلز ڈپو پر کتابوں کی فروخت بحکم وائس چانسلر بند کردی گئی ہے، اور ویسے بھی وہاں کے کتب کا سٹاک ختم ہوچکا ہے۔

۲۔ کتابیں صرف بازار سے مل سکتی ہیں۔

انھوں نے تگ و دو کر کے جو کتابیں مہیا کی وہ یہ ہیں:

۱۔ ارمغان علمی (15/-/-)

۲۔کلید الخزانۃ دو نسخے (2/10/-)

۳۔نئی تحریریں (10/-/-)

یہ کتابیں وہ میرے پاس یہاں لے آئے تھے۔ ہمارے اسسٹنٹ لائبریرین لاہور کو ان کے ہاتھ اردو بک اسٹال کو یہ کتابیں روانہ کی گئیں اب تک پارسل علی گڑھ پہونچ چکا ہوگا۔خلیل الرحمٰن اعظمی صاحب کے نام پر پیکٹ روانہ کیا گیا تھا۔ارمغان اور کلید کے بل اس خط کے ساتھ منسلک ہیں۔

جن فہارس کی خرید کی آپ نے خواہش کی تھی، ان کے بارے میں یہ ہے کہ میگزین (اورینٹل کالج) کے پرانے پرچے بحساب ۲ روپے فی پرچہ ملتے ہیں۔ان فہارس کی خاطر اگر پرچے خریدے جائیں تو تقریباً ساٹھ روپے (۶۰ روپے) اٹھیں گے۔پروفیسر عبدالقیوم مرتب فہارس سے دریافت کیا گیا۔وہ بتاتے ہیں کہ یہ فہارس کتابی صورت میں بھی شائع ہوئی تھیں لیکن اب نہیں ملتیں۔ ان کے پاس جو اپنی کاپی ہے وہ کسی قیمت پر بھی دینے کو تیار نہیں ہیں۔تین سو صفحات کی کتاب ہے۔نقل پر بھی بیس روپے سے کم کیا خرچ ہوں گے۔اس کتاب کی تلاش میں حیٔ صاحب کشمیری بازار، اردو بازار، انارکلی، مال روڈ، لوہاری دروازہ غرض کہ ہر جگہ گھومے ہیں لیکن کوئی نسخہ نہیں مل سکا۔اب اگر آپ کہیں تو کسی کاتب سے نقل کرا کے بھجوا دوں۔لیکن یہ آپ کا جواب آنے پر ہوگا۔یونیورسٹی پبلیکیشنز کی فہرست بھی آؤٹ آف پرنٹ ہے۔میں نے آپ کے لیے یونیورسٹی کلینڈر سے ٹائپ کرائی ہے۔جو حاضر خدمت ہے۔یہ بھی نامکمل تھی میں نے اپنے قلم سے اس میں تین کتابوں کا اضافہ کیا ہے۔سنسکرت اور ہندی کی کتب، فہرست میں سے میں نے خارج کر دی ہیں۔اس طرح اردو فارسی نصاب کی کتابیں بھی اس میں درج نہیں کی گئیں۔

میں نے گذشتہ خط میں آپ سے علی گڑھ میں ہی تحقیقی مقالہ پیش کرنے کے لیے استفسار کیا تھا، اب ارادہ بدل گیا ہے۔

(۳۷)

۱۶ اکتوبر ۱۹۵۶ء

برادرم آرزو، سلام

آپ کا گرامی نامہ مل گیا تھا۔کالج کے ایک طالب نے بھی آپ کا ذکر کیا تھا اور آپ کا مجلّہ پہونچ گیا۔اب تک لاہور نہیں جا سکا تھا۔اب جمعے کو گیا ہوں اور 6 روپے چندہ اورینٹل کالج میگزین وضمیمہ کا ادا کر دیا ہے اور آپ کا پتا بھی درج کرا دیا ہے۔امید ہے ایک دو دن میں پرچے آپ کو روانہ ہو جائیں گے۔ابھی کچھ اور روپے بھی میرے ذمے ہیں کہیے تو لاہور میں کاشف الحقائق چھپے گی اس کی دونوں جلدیں بھجوا دوں۔ نیز مکتبۂ جدید نے شوق پر عطاء اللہ پالوی کی کتاب بھی شائع کر دی ہے۔نام ہے ''تذکرۂ شوق''۔کہیے تو یہ بھیج دوں۔

اسلوب صاحب کہاں ہیں؟ اعظمی صاحب سے تبصرے کا وعدہ تھا ابھی پورا نہیں کر سکا ان سے بھی معذرت خواہ ہوں۔

''نقد غالب'' ملی، شکریہ۔آفتاب احمد کا مقالہ پسند نہیں آیا۔ان کے ''ساقی'' میں شائع ہونے والے مضامین بہت اچھے تھے۔ یہاں تو انھوں نے ٹال دیا ہے۔

باقی مقالے پسند آئے۔ہاں کتابت کی غلطیاں بہت ہیں جن سے کچھ کوفت بھی ہوئی۔آپ نے اکرام صاحب اور آفتاب صاحب کے پتے دریافت کیے تھے۔اکرام صاحب بنکاک میں کہیں کمشنر ہیں اور آفتاب صاحب کا پتا یہ ہے:

آفتاب احمد خاں، کنٹرولر ملٹری اکاؤنٹس، پاک ایئر فورس، لاہور چھاؤنی۔ والسلام

آپ کا، وحید قریشی

(۳۸)

۶/نومبر ۱۹۵۶ء

وحید نوازا!

خط لکھ کر بند کیا تھا، لفافہ دوبارہ کھولا ہے۔ آج خط لکھنے کا موڈ ہے۔ بہت سے خط لکھ ڈالے ہیں۔ مولوی عبدالحق صاحب کو میر حسن کے سلسلے میں خط لکھا تھا اور ان سے دریافت کیا تھا کہ ان کے کتاب خانے میں میر حسن کے کون کون سے کلیات ہیں۔ جواب ملا، دلی میں تھے۔ نصف کتاب خانہ ضائع ہوا۔ باقی وہیں ہند میں ہے۔

۱۔ اب آپ مہربانی فرما کر انجمن ترقی اردو علی گڑھ کے کتاب خانے سے ان نسخوں کی تفصیل مہیا کر کے ارسال کیجیے۔

۲۔ نیز علی گڑھ یونیورسٹی کے کتاب خانے میں میر حسن کی جو تصانیف ہیں ان کی تفاصیل بھی درکار ہیں۔ نسخوں کی تفصیل، سنین کتابت کے ساتھ درکار ہے۔ بھائی یہ کام فوراً کرنے کا ہے۔ اب اگر آپ نے میری عادات کی پیروی شروع کر دی تو بھائی مارا جاؤں گا۔

تحقیقی مقالہ ان اطلاعات کی غیر موجودگی سے ادھورا رہ جاتا ہے۔ میری خواہش ہے کہ یہ کام اسی سال تکمیل کو پہونچ جائے۔

اعظمی صاحب نے اپنی دو اور کتابوں کے عنقریب شائع ہونے کی خبر دی تھی۔ کتابیں آئی ہوں تو انھیں بھی دیکھنے کا مشتاق ہوں۔ عبدالقیوم صاحب کی فہرست ''لسان العرب'' کسی زمانے میں کتابی صورت میں ملتی تھی اب دست یاب نہیں، میگزین کے جن پرچوں میں نکلی تھی آپ کہیں تو بھجوا دوں؟ یونیورسٹی کی مطبوعات کے بارے میں یونیورسٹی سے معلوم کر کے لکھ سکوں گا۔ ان ہی سے رشید الدین کے بارے میں قطعی طور پر جانتا ہوں کہ ملتی ہے (قیمت ۱۲ روپے) قاضی صاحب بہت دن ہوئے لاہور سے کراچی جا چکے، اسلامیہ کالج میں انھوں نے ایک مقالہ پڑھا تھا جس میں غالب کے سلسلے میں حیات غالب کے ان گوشوں کی طرف اشارے کیے تھے جو ابھی تک روشنی میں نہیں آئے (یعنی جن پر ہنوز تحقیق و تفتیش کی ضرورت ہے)۔ فقط

وحید قریشی

(۳۹)

۲۴ دسمبر ۱۹۵۷ء

برادرم، سلام علیکم!

آپ کے دونوں خط مل گئے تھے۔ ''اورینٹل کالج میگزین'' کو مدت ہوئی آپ کے لیے تین سال کا چندہ دے دیا گیا تھا۔ اس بات کو غالباً بیس بائیس دن ہو گئے ہیں۔ امید ہے اب تک اس سال کے تمام پرچے آپ کو مل گئے ہوں گے۔ یہ پرچہ آئندہ دو سال بھی آتا رہے گا۔ اگر ابھی تک اس سال کے پرچے نہ پہونچے ہوں تو مینیجر ''اورینٹل کالج میگزین'' کو براہِ راست بھی لکھ دیجیے۔ میں خود شائد آج ان سے ملوں۔

اس چندے کے ساتھ میرا آپ کا پچھلا حساب پورا ہو جاتا ہے۔ شکر ہے میں اس پرانے اور دیر کے حسابات سے فارغ

ہو گیا اور اب آئندہ آپ سے میں بھی کتابوں کا تقاضا کر سکتا ہوں۔ آپ نے ۵ دسمبر کے خط میں جن پرچوں اور ضمیمے کے لیے لکھا ہے، وہ جنوری میں بھجوا سکوں گا۔ ''اورینٹل کالج میگزین'' کے ہر پرانے پرچے کی قیمت ۲ روپے فی پرچہ اور ضمیمے کے پرانے پرچے کی ایک روپیہ فی پرچہ ہوتی ہے یعنی اصل سے دوگنی۔ نومبر کے پانچ پرچے بھی جنوری میں آپ کو ملیں گے۔

آپ نے پچھلے خط میں حالات حسن کے سلسلے میں ایک اقتباس بھی بھیجا تھا میں اس سے بہت پہلے فائدہ اٹھا چکا ہوں۔ عبدالحی کی ''گل رعنا'' میں وہ ترجمہ درج ہے، اور میں نے وہیں سے استفادہ کر لیا تھا۔ آپ میری یہ امداد ضرور کر سکتے ہیں کہ علی گڑھ یونیورسٹی کی لائبریری میں دواوین، کلیات اور سحر البیان کے جو نسخے ہیں ان کی مفصل کیفیت مجھے لکھ بھیجیں۔ یہاں یونیورسٹی لائبریری ہی میں سحر البیان کا ایک نسخہ مجھے مل گیا ہے جو گمان غالب ہے میر حسن کے اپنے ہاتھ کا لکھا ہوا اور قطع و برید اور حک و اصلاح [سے] پُر ہے۔ آج کل میں اسے بغور دیکھنے کا ارادہ رکھتا ہوں۔

علی گڑھ [کے] نسخوں کے بارے میں اعظمی صاحب کو بھی ایک خط لکھا تھا۔ لیکن وہ ''قلندرانہ وضع'' کے آدمی ہیں۔ خط کی رسید کی نوبت بھی نہیں آئی۔

آپ کا جاری کردہ ''ہماری زبان'' باقاعدگی سے آتا ہے اور ''یارانِ نجد'' کی مصروفیات کا پتا چلتا رہتا ہے۔

اس پرچے کے بارے میں دو باتیں ہیں:

۱۔ کیا ''ہماری زبان'' اعزازی پرچے کے طور پر بھجوایا جا رہا ہے یا آپ نے میرے نام جاری کرنے کے لیے چندہ دے رکھا ہے؟ (اگر چندہ دیا ہے تو لکھیے کیوں کہ پھر اس کی رقم میرے ذمے واجب الادا ہے)[۱]

۲۔ اس کے دو پرچے درمیان میں غالباً ڈاک کے چور اڑا لے گئے۔ اس لیے یہ پرچے دوبارہ بھجوا سکیں تو ممنون ہوں گا۔

جلد ۱۶ شمارہ ۴۱، جلد ۱۵ شمارہ ۲۷

نقوش کا مکاتیب نمبر شایع ہو گیا۔ لیکن مرتب کی بے احتیاطی سے اختر شیرانی کے جو خطوط میں نے مہیا کیے تھے اور شاکر صدیقی کے نام تھے ان پر میرا نام درج کر دیا گیا ہے۔ آپ اپنے پرچے [میں] اصلاح کر لیں۔ میں نے طفیل صاحب کو بھی اس کی اطلاع دے دی ہے۔

اس دوران میں میں نے بہت کم لکھا ہے۔ صرف دو مضمون نکلے ''حالاتِ حسن کے دو ماخذ'' اورینٹل کالج میگزین میں ملاحظہ سے گزرا ہوگا۔ دوسرا ''سویرا'' میں نکلا تھا۔ یہ وہ مقالہ ہے جس کے لکھنے کا کبھی آپ سے وعدہ کیا تھا یعنی ''یادگارِ غالب: ایک تحقیقی مطالعہ'' اس پر یہاں لوگ بہت برہم ہیں۔ البتہ قاضی صاحب کو پسند آیا۔ اور ان کی رائے کو میں اپنے لیے سند سمجھتا ہوں۔ اس لیے نہیں کہ میرے مقالے کی تعریف کی ہے بلکہ اس لیے ان سے مل کے ان کی علمیت کے جوہر زیادہ کھلے۔ بلکہ اکثر مجالس میں اپنی جہالت کا بڑی شدت سے احساس بھی ہوا۔ میرے دل میں ان کے علم کی قدر بھی زیادہ ہو گئی۔

میر حسن کے تحقیقی مقالے کے سات باب لکھ چکا ہوں ایک باب کا مسودہ صاف ہونا باقی ہے۔ یہ آٹھ باب ہوئے۔ نواں باب تنقیدی جائزہ ہے۔ اس کے لکھنے کی نوبت نہیں آئی۔ یونیورسٹی نے شرط یہ لگائی ہے کہ مقالہ چھپوا کر پیش کیا جائے۔ اب تو مارچ یا اپریل تک مکمل کر سکوں گا، پھر چھپے گا اور پیش ہوگا۔

---

[۱] یہ خط لاہور سے لکھ رہا ہوں، کالج کے بجائے آپ گھر کے پتہ پر لکھا کریں یعنی ۴۴۸ پونچھ روڈ سمن آباد لاہور۔ ۲۷ دسمبر کو تو گوجرانوالہ جا رہا ہوں۔ ۸ جنوری کو لاہور واپس آؤں گا اب کے اسلامک کلوکیم کی وجہ سے چھٹیاں ۲۳ کی بجائے ۲۷ سے ہو رہی ہیں، آپ ۸ جنوری سے قبل تو خط کیا لکھیں گے، لاہور ہی کے پتے پر لکھیے۔

''خوش معرکۂ زیبا'' سے مجھے ترجمۂ میر حسن درکار ہے نقل مل جائے تو درج کتاب کرسکوں گا۔ اسی طرح باغ اردو (میر افسوس) کے دیباچے کی نقل کا طالب بھی ہوں۔

اعظمی صاحب اور مسعود حسین خان صاحب کے سلام کہیے۔

آپ کا وحید قریشی

(۴۰)

۱۴رمارچ ۱۹۵۸ء

۴۴ پونچھ روڈ، سمن آباد، لاہور

برادرم

درانتظار ہما دام چند کم بنگر۔ ابھی تک آپ کے خط کا انتظار کررہا ہوں اور ابھی متوقع ہوں کہ میر حسن کے مخطوطات کے بارے میں جو دریافت کیا تھا اس کا جواب ضرور آئے گا۔ دنیا بر امید قائم است۔ اعظمی صاحب کا بھی یہی حال ہے خدا جانے آپ لوگ ضروری باتوں میں خاموشی کیوں اختیار کرلیتے ہیں۔ یہ سب عادتہً ہے یا مصلحتہً؟ ایک چھوڑ دو خطوں کا جواب آپ کے ذمے ہے۔ دیکھیے یہ خواہش پوری ہوتی ہے یا نہیں۔ اورینٹل کالج میگزین باقاعدہ مل رہا ہوگا۔ ضمیمے بھی اس مہینے آپ کو مل جائیں گے۔ اور کتب کچھ دنوں کے بعد۔

ڈاکٹر مختار الدین احمد، لیکچرر شعبہ عربی، مسلم یونیورسٹی، علی گڑھ

آپ کا، وحید قریشی

(۴۱)

۱۰ جون ۱۹۵۸ء

برادرم

آپ کا کارڈ مدت ہوئی ملا تھا۔ اسی میں وعدہ تھا کہ آپ میر حسن کے قلمی نسخوں کے بارے میں مجھے مفصل لکھیں گے وہ وعدہ پورا ہوتا نظر نہیں آتا، اور کشتی کنارے پر آ لگی ہے۔ تحقیقی مقالہ مکمل ہوگیا اب آپ کے خط کا انتظار ہے۔ اور اس کے چھپنے کی صورت کررہا ہوں، تاکہ چھپنے کے بعد ستمبر تک یونیورسٹی کے سامنے پیش کرسکوں۔ اور کتاب ممتحنوں کے پاس جاسکے۔

علی گڑھ سے احمد اسحاق نعمانی صاحب کا خط آیا تھا۔ یہ آپ کے شاگردوں میں سے معلوم ہوتے ہیں۔ شبلی پر کوئی کتاب مرتب کررہے ہیں اور ''شبلی کی حیات معاشقہ'' کا ملخص اس میں شامل کرنا چاہتے ہیں۔ میں نے انھیں لکھ دیا ہے اس سلسلے میں آپ سے گفتگو کریں۔ میں وہاں کے حالات سے واقف نہیں۔ اس لیے اس کی اشاعت یا عدم اشاعت کا معاملہ آپ طے کریں گے۔ کہیے آج کل کیا ہورہا ہے۔ اعظمی تو بہت مصروف ہوں گے۔ انھوں نے مدت سے کوئی خط نہیں لکھا اور میں بھی اپنی الجھنوں اور پریشانیوں کے سبب ابھی تک ان کے مجموعۂ مقالات اور نظموں کی کتاب پر کچھ نہیں لکھ سکا۔ میری طرف سے معذرت کردیجیے۔

اس دوران میں میرے دو مقالے سویرا میں شایع ہوئے امید ہے نظر سے گزرے ہوں گے۔ اورینٹل کالج میگزین

تو مل رہا ہوگا۔تازہ شمارے میں بھی ایک مقالہ چھپا ہے جو دیر ہوئی لکھا تھا اب شایع ہوا ہے۔قاضی سراج الدین پر ایک مضمون ''صحیفہ'' میں شایع ہو رہا ہے یا شایع ہو گیا ہے۔

آپ آج کل کیا کر رہے ہیں۔اسلوب صاحب کہاں ہیں؟مسعود حسین صاحب کے مزاج کیسے ہیں۔والسلام

وحید قریشی

(۴۲)

۵ جولائی ۱۹۵۸ء

میرے بھائی

آپ کے پے در پے خطوط ملے۔سنتِ کلیمی کے تحت چپ تھا کہ چلو اسی بہانے آپ کے حالات کا تو علم ہو رہا ہے۔ورنہ آپ تو خطوط کے معاملے میں مجھ سے بھی بڑے ''غوطہ خور'' ہیں۔برسوں خبر نہیں ہوتی۔

دفتر سے میگزین کا تازہ شمار مدت ہوئی پوسٹل آرڈر کے ماتحت روانہ ہو چکا تھا۔حیرت ہے آپ کو نہیں ملا۔میں نے اورینٹل کالج کے دفتر سے [رجوع] کیا ہے اور کل آپ کا خط بھی انھیں دے آؤں گا۔ان شاءاللہ پرچہ دوبارہ روانہ ہو جائے گا۔

میر حسن کے ان نسخوں کی تفصیل مطلوب تھی جو علی گڑھ یونیورسٹی کی لائبریری میں ہیں باقی نسخوں کی کیفیت معلوم ہو چکی ہے۔تھیسس مکمل ہے۔اب اشاعت کا مرحلہ ہے اس کے بعد یونیورسٹی کے سامنے ڈگری (ڈی۔لٹ) کے لیے پیش ہوگا۔اس سے جس قدر جلد آپ مجھے مطلوبہ تفاصیل بھیج دیں اتنا ہی اچھا ہوگا۔

خطوط کے پلندے سے آپ کا ۵/۱۲/۵۷ کا خط نکالا ہے جن پرچوں کے اجزا آپ کو درکار ہیں (فہرست لسان العرب وغیرہ) وہ چھٹیوں کے بعد اکتوبر میں آپ کو بھیج سکوں گا۔بلا معاوضہ انتظام ہو جائے گا۔ایک صاحب نے پورے فائل مجھے دینے کا وعدہ کیا ہے۔''لسان العرب'' آپ کا حصہ ہوگا۔بہر حال فی الحال وعدۂ فردا ہے تا کہ آپ مجھے خط لکھتے رہیں۔وہی ذوقِ حضوری والی بات۔

قاضی عبدالودود صاحب اچانک کراچی سے لاہور آئے تھے، دو تین روز ساتھ رہا۔آپ کو بہت یاد کرتے تھے، واپس جا کر خط لکھیں گے۔قاضی صاحب کو بھی خط لکھنا ہے۔اچھا رخصت۔

آپ کا، وحید قریشی

نوٹ:آپ کے کالج کے پتے والے خطوط نہیں ملے تھے۔وہاں ڈاک ضائع ہو جاتی ہے آپ گھر کے پتے پر ہی لکھا کریں۔

(۴۳)

برادرم

یہ آپ کے خط کی رسید ہے جو بہت دیر میں ارسال کی جا رہی ہے۔اصل خط پھر کبھی جائے گا۔علی گڑھ کے نسخوں کی تفصیل مل گئی تھی بہت بہت شکریہ۔آپ کے ذکر کے ساتھ مقالے میں درج کر رہا ہوں۔اورینٹل کالج میگزین میں آپ کا ذکر رہ گیا اس کے لیے شرمسار ہوں۔یقین جانیے ایسا عمداً نہیں کیا گیا۔سہواً ہوا ہے۔اب کہ آپ کا تذکرہ زیادہ زور سے کرنے کا ارادہ رکھتا ہوں تا کہ سجدۂ سہو بھی ہو جائے۔

حمید احمد خاں صاحب کی کوشش سے میں اسلامیہ کالج ریلوے روڈ (انٹرمیڈیٹ کالج) سے تبدیل ہو کر اسلامیہ کالج سول لائنز میں آ گیا ہوں۔ اب میرا شعبہ فارسی ہے تاریخ کا موضوع میں نے چھوڑ دیا ہے۔ حمید احمد خاں صاحب نے شعبۂ فارسی کا صدر بھی کر دیا ہے۔ یہ اطلاع اس لیے دے دی ہے کہ آپ بھی میری خوشی میں شریک ہو جائیں۔ والسلام

آپ کا، وحید قریشی

(۴۳)

۱۹ فروری ۱۹۶۰ء

برادرم آرزو، سلام علیکم

مدت کے بعد یہ خط لکھ رہا ہوں۔ میں سارا سال چند مختصر وقفوں کے سوا شدید بیمار رہا۔ اور ابھی تک پوری طرح صحت یاب نہیں۔ نتیجے کے طور پر خط و کتابت سب سے بند رہی۔ آپ کی طرف سے بھی مسلسل خاموشی رہی۔ اعظمی صاحب اور اسلوب صاحب بھی عرصے سے خاموش ہیں، قاضی صاحب تو شاید ناراض ہی ہو گئے ہوں۔ آج کل اورینٹل کالج لاہور میں ریڈر اُردو کی اسامی نکلی ہے۔ اس کے لیے میں نے بھی درخواست دی [ہے]۔ دعا کیجیے کہ میں وہاں لے لیا جاؤں۔

اس خط کے جواب کا بے تابی سے انتظار کر رہا ہوں۔

آپ کا

وحید قریشی

(۴۴)

۱۹ اگست ۱۹۶۰ء

برادرم آرزو، سلام علیکم

آپ مدت سے خاموش ہیں۔ گذشتہ سال ایک خط لکھا، جواب ندارد۔ اس کی جگہ مکتوبات سرسیّد کا فرمہ ملا[۱]، میں گذشتہ سال بیمار رہا۔ اب اچھا ہوں۔ اعظمی صاحب کا خط کچھ عرصہ ہوا آیا تھا اس کا جواب دیا تھا۔ اسی زمانے میں بھارت میں ڈاک کی ہڑتال ہوئی معلوم نہیں وہ خط ان تک پہنچا یا نہیں۔

میرا ڈی لٹ کا معاملہ اب کچھ آگے بڑھا ہے، آپ دعا کیجیے کہ میری خواہش پوری ہو جائے۔ آپ جیسے بزرگ دوستوں کا تعاون ہو تو کامیابی ناممکن نہیں۔

سنا ہے آپ کے یہاں سے "فکر و نظر" کا پرچہ نکلنا شروع ہوا ہے۔ اس کے جس قدر شمارے نکلے ہوں بھجوایئے۔ میں نے اس کے لیے پرو وائس چانسلر صاحب[۲] کو بھی لکھ دیا ہے۔

---

۱ سرسید کے چند غیر مطبوعہ خطوط "فکر و نظر" اکتوبر ۱۹۶۰ء میں شائع ہوئے تھے

۲ ڈاکٹر یوسف حسن خان کے عہد میں یونیورسٹی کا سہ ماہی رسالہ "فکر و نظر" شائع ہونا شروع ہوا تھا اس میں بہ حیثیت اڈیٹر انھی کا نام چھپتا تھا۔ ادارت واشاعت کا بیشتر کام ڈاکٹر نذیر احمد کے ذمے تھا۔

۳ اسلوب صاحب ۱۹۵۰ء میں آکسفورڈ سے انگریزی میں بی اے (آنرز) کر کے واپس آ چکے تھے۔

آپ آج کل کیا کر رہے ہیں۔ اسلوب احمد انصاری کہاں ہیں؟ واپس آ گئے یا انگلستان میں ہیں۔[۳] آپ کے حصے کی ''میر حسن'' کی کاپی محفوظ ہے۔ نتیجے کے بعد ارسال کروں گا۔ والسلام

آپ کا
وحید قریشی

(۴۵)

۳۰ اگست ۱۹۶۰ء

برادرم آرزو، سلام علیکم

آپ کا ۲۳ کا گرامی نامہ ملا۔ آپ جو رسالہ شائع کر رہے ہیں اس کا نام کیا ہے؟[۱] کالج کے پتے کی ڈاک مجھے آج کل گھر ہی مل رہی ہے۔ پرچہ نہیں ملا غالباً ڈاک میں ضائع ہو گیا۔ اس لیے رائے دینے سے قاصر ہوں۔ مضمون تو جب بھجوں کہ معلوم ہو یہ پرچہ کس زبان میں نکلا ہے۔ انگریزی میں یا اُردو میں پہلے یہ اطلاع دیجیے تو مقالہ پیش کر دوں گا۔

فکر و نظر کا بھی ابھی انتظار ہے

ڈاکٹر احسان الٰہی صاحب[۲] کا پتا یہ ہے:

ڈاکٹر احسان الٰہی، پرنسپل میونسپل کالج، لائل پور

ان سے میں ذاتی طور پر واقف نہیں۔ اس لیے ان کا اڈریس بروقت معلوم [نہ] ہو سکا۔

ڈی لٹ کا کام دیکھیے کب نتیجہ لائے۔ آپ کی ''دعا'' کا طالب ہوں۔

آپ کے حصے کی کاپی ''میر حسن اور ان کا زمانہ'' محفوظ ہے نتیجے کے بعد ارسال کروں گا۔ آج کل ''مثنویات میر حسن'' ترتیب دے رہا ہوں۔ مجلس ترقی ادب شائع کر رہی ہے۔ مدت ہوئی ڈاکٹر نذیر احمد صاحب نے اپنے ''نقوش'' والے مقالے میں میرے مقالے کا ذکر کیا تھا انھیں یہ غلط فہمی ہے کہ میں ''کلیات میر حسن'' ڈی لٹ کے لیے ترتیب دے رہا ہوں یہ درست نہیں۔ میرا کام میر حسن پر مونوگراف ہے۔ ملاقات ہو تو یہ بات ان کے گوش گزار کر دیجیے۔ والسلام

آپ کا، وحید قریشی

۱۔ اعظمی صاحب کو خط لکھا تھا جواب نہیں آیا۔

۲۔ اسلوب احمد انصاری صاحب کا پتا مطلوب ہے۔

۳۔ علی گڑھ یونیورسٹی اپنے ہاں آنے والی قلمی کتب کی وقتاً فوقتاً فہرست کتابچوں کی صورت میں شائع کیا کرتی ہے۔ کیا وہ پمفلٹ مل سکتے ہیں۔ نیز یونیورسٹی نے اپنے ہاں کی کتب کی کوئی مفصل فہرست مخطوطات شائع کی ہے یا نہیں؟

۴۔ پنجاب پبلک لائبریری لاہور نے عربی مخطوطات کی فہرست شائع کی ہے (قیمت ۱۵ روپے) مطلوب ہو تو بھیج دوں؟

---

۱ مجلہ علوم اسلامیہ

۲ انگلستان میں میرے معاصر تھے۔ چانوٹ اتھوی پر پروفیسر آربری کی نگرانی میں مقالہ لکھا جس پر کیمبرج سے انھیں ڈاکٹریٹ تفویض ہوئی۔

(۴۶)

۱۴ستمبر۱۹۶۰ء

برادرم آرزو سلام علیکم

میرے پچھلے خط کا جواب بھی آپ کے ذمے ہے۔آپ کا پرچہ بھی نہیں ملا۔ میں نے کالج سے بھی معلوم کیا تھا۔ وہاں نہیں آیا۔شائد ڈاک میں کہیں ضائع ہوگیا ہے۔

''میر حسن'' آپ کے حصے کی کاپی محفوظ ہے۔عنقریب آپ کو مل جائے گی۔آپ کی دعاؤں کی احتیاج ہے۔قاضی صاحب کی طرف سے جواب نہیں آیا۔شاید پوری طرح ناراض ہوگئے ہیں۔آپ کی شفاعت کی ضرورت ہے۔

اعظمی صاحب کی کتاب ایسے وقت میں ملی کہ پھر بیمار ہوں لیکن کتاب کو پڑھ لیا ہے۔ مستقبل قریب میں اس پر ریویو بھی لکھوں گا۔میری طرف سے ان کا بہت بہت شکریہ ادا کردیجیے۔مدت کے بعد ایک بہت اچھی کتاب پڑھنے کو ملی ہے۔والسلام

آپ کا
وحید قریشی

(۴۷)

۲۳نومبر۱۹۶۰ء

برادرم آرزو، سلام علیکم

آپ کے پہلے دو کارڈ بھی مل گئے تھے اور اب ایک ہی لفافے میں دو خط بھی ملے اور ان کے ساتھ ''مجلۂ علوم اسلامیہ'' کا پرچہ بھی۔جن دنوں یہ خط ملے میں سخت بیمار تھا۔اور ابھی تک کالج جانے کے قابل نہیں ہوسکا۔چھٹی پر ہوں۔مکتبۂ جدید کی معرفت آپ کی مطلوبہ کتب، ''فہرست مخطوطات'' اور ''میر حسن اور ان کا زمانہ'' بجھوا چکا ہوں۔امید ہے مل گئی ہوں گی۔ تیسری کتاب ''مکتوبات رشید الدین'' [فضل اللہ] تندرست ہونے پر روانہ کروں گا۔مجلّہ پر ریویو بھی شائد اس پرچے میں تو ممکن نہ ہو۔جنوری کے شمارے میں ہوسکے گا۔آپ کا لاہور کا کام کس منزل پر ہے۔

دسمبر سر پر آنے والا ہے۔اور میرے کرم فرما ابھی تک خاموش بیٹھے ہیں۔دو چار دن اور خاموشی رہی تو معاملہ اگلے سال پر جائے گا۔بہر حال دعا کیجیے،قاضی صاحب کو بھی خط نہیں لکھ سکا،علی گڑھ آگئے ہوں تو سلام کہیے۔میں آج ہی پٹنے کے پتے پر انھوں لکھوں گا۔

شریف نہال صاحب کو میں نے آپ کے میگزین کے مطلوبہ شمارے کے لیے پیغام بھیجا تھا۔غالباً وہ اورینٹل کالج میگزین کا شمارہ بھیج چکے ہوں گے اطلاع دیجیے کہ ملا یا نہیں۔

آقائے حبیبی، ''سروش'' کے ادارے میں تھے اور وہ پرچہ پچھلے ماہ بند ہوگیا۔شفیع صاحب سے پتہ معلوم کروں گا۔والسلام

آپ کا، وحید قریشی

(۴۸)

۱۲دسمبر۱۹۶۰ء

برادرم آرزو، سلام علیکم

اس سے قبل بھی ایک کارڈ لکھا تھا جس سے مخطوطاتِ عربی کی فہرست اور میر حسنؔ کے خاندان کے بارے میں کتب کی ترسیل کی اطلاع دی تھی۔ قاضی صاحب علی گڑھ آئے یا نہیں؟۔ ابھی تک نتیجے کا منتظر ہوں۔ دوبارہ بیمار ہوں دیکھیے کب پوری طرح چلنے پھرنے کے قابل ہوتا ہوں۔ آپ نے ''مجلہ علوم اسلامیہ'' کے بارے میں فرمایا تھا، ابھی ریویو نہیں لکھ سکا۔ اس ماہ تو غالباً اعظمی صاحب کی آتش والی کتاب پر ہی لکھ سکوں گا۔ فروری کے پرچے میں مجلے پر ریویو شایع ہوگا۔ مقالہ لکھنے کے فی الحال قابل نہیں ہوں۔ ''فکر و نظر'' کا مجھے صرف شمارہ نمبر 4 ہی ملا ہے اور وہ بھی غلط پتے پر ارسال کیا گیا تھا یعنی یونیورسٹی کے دفتر کے پتے پر۔ وہاں گھومتا پھرتا اتفاقاً مل گیا۔ باقی کے تین شمارے نمبر ۱، نمبر ۲، نمبر ۳ بھی بھجوائیں۔

شعبۂ اسلامیات کی شائع شدہ کتابیں بھی درکار ہیں ''خطوط رشید الدین فضل اللہ'' عنقریب آپ کی خدمت میں روانہ ہوگی۔

آپ نے ڈاکٹر سخاء اللہ صاحب اور عبدالقیوم بٹ صاحب کے پتے مانگے تھے۔ وہ یہ ہیں ''ڈاکٹر سخاء اللہ، اسسٹنٹ ڈائریکٹر، D.P.I Office، مال روڈ، لاہور۔ عبدالقیوم بٹ صاحب شعبۂ عربی گورنمنٹ کالج لاہور۔ میں ہر دو سے بات کر چکا ہوں آپ کے پرچے کے لیے مقالات لکھ چکے ہیں۔ آپ کا خط ملنے پر وہ آپ کو روانہ کر دیں گے۔ انھیں ''مجلہ'' کے پرچے بھی بھیجیے۔ والسلام

آپ کا

وحید قریشی

(۴۹)

۴فروری۱۹۶۱ء

برادرم آرزو، سلام علیکم

آپ کے دو خط ایک دوسرے ملفوف میں مل گئے تھے۔ یاد آوری کا شکریہ۔ حالات کا علم ہوا۔ اور بہت رنج بھی ہوا کہ برادران یوسف کا سلوک سب سے یکساں ہے۔ رسالے پر ریویو ان شاء اللہ ''اورینٹل کالج میگزین'' کے آئندہ شمارے میں شایع ہوگا۔ محمد شریف ہلال صاحب نے بتایا کہ میگزین کے دونوں مطلوبہ شمارے آؤٹ آف اسٹاک ہیں۔ میں دفتر کی فائل سے حاصل کرنے کی کوشش میں ہوں۔ ممکن ہے دو ایک روز میں ارسال کر سکوں۔ شیخ عبدالرشید صاحب آج کل بیمار ہیں۔ ان سے ملا تھا۔ اس سے قبل جس دن وہ واپس آئے تھے اس دن انھوں نے شیخ اکرام صاحب کی معرفت مجھے اطلاع دی تھی کہ آپ نے میرا کام بہ طریق احسن کر دیا ہے۔ اس کا بہت بہت شکریہ۔ دوسرے صاحبوں میں ڈاکٹر مصطفیٰ خان صاحب نے بھی کر دیا ہے۔ البتہ قاضی عبدالودود صاحب خلاف توقع خاموش ہیں۔ تقاضا جاری ہے۔ آپ بھی قسمت آزمائی کر دیکھیے۔ ممکن ہے آپ سے کھل کر بات کر سکیں۔ میں اس سلسلے میں آپ کی سلسلہ جنبانی کا منتظر ہوں۔ کیونکہ اس کے بغیر تو روزِ اوّل کا سا معاملہ ہی رہے گا۔

آپ کے پرچے کے لیے مقالہ شاید ابھی نہ ہو سکے۔ بہر حال یار زندہ صحبت، باقی، دوسرا شمارہ شایع ہو تو

بھجوایئے۔ ''فکرونظر'' کا چوتھا پرچہ غلط پتے پر لاہور آیا، اور اتفاقاً مل بھی گیا۔ باقی تین شمارے نہیں ملے۔ مہربانی فرما کر یہ پرچے بھی میرے گھر کے پتے پر مجھے بھجوا دیجیے۔ ''مجلّہ علوم اسلامیہ'' اکرام صاحب کو ابھی تک نہیں ملا۔ والسلام

آپ کا

وحید قریشی

(۵۰)

۴ مارچ ۱۹۶۱ء

برادرم آرزو، سلام علیکم

اس سے قبل بھی میں مکرمی ایم ایف قریشی صاحب کا نام اور پتا بھیج چکا ہوں اب پھر لکھتا ہوں۔ ''مجلّہ علوم اسلامیہ'' نمبرا کی ایک کاپی انھیں بھی بھیج دیجیے۔ چند روز میں ان سے حاصل کر کے مقالہ بھی بھجواؤں گا۔ قریشی صاحب، شیرانی مرحوم کے گروپ کے بزرگ ہیں۔ ''روداد معارف اسلامیہ'' میں ان کے مقالات آپ کی نظر سے گزر چکے ہوں گے۔

ان کا پتہ یہ ہے: ایم ایف قریشی، ۱۳۸۔ این۔ سمن آباد، لاہور

آپ نے اکرام صاحب کا پتا بھی پوچھا تھا وہ یہ ہے۔

ایس ایم اکرام سی ایس پی، ۲۔ کلب روڈ، لاہور

پٹنے کا حال تو کچھ خراب ہی معلوم ہوتا ہے۔ دیکھیے کیا بنتا ہے۔ والسلام

آپ کا، وحید قریشی

(۵۱)

۱۷ جون ۱۹۶۱ء

برادرم آرزو، سلام علیکم

آج کل تو کالج میں چھٹیاں ہوں گی۔ اور میرا خط غالباً پھرتے پھراتے آپ تک پہونچے گا۔ کہیے آپ پٹنہ جا رہے ہیں یا نہیں؟ میرے خیال میں آپ کو فوراً جانا چاہیے۔

محترم کو یہاں کے معیار کا علم نہ تھا اس لیے سنتا ہوں کہ دوبارہ ان سے رجوع کیا جا رہا ہے کہ باقی لوگوں کے احساسات کا بھی انھیں علم ہو جائے۔ اور وہ کوئی رائے خود بھی دے سکیں۔

آپ پھر کسی بزرگ کے مزار پر پہونچ کر میرے حق میں دعا کیجیے۔ میری ترقی اب دعا پر منحصر ہے۔ فوری توجہ کی ضرورت ہے۔ ایسا نہ ہو کہ مایوس ہونا پڑے۔

اب یہاں کے حالات کیا عرض کروں۔ میں پی ایچ۔ ڈی ہوں، یار لوگ کہتے ہیں پھر پی ایچ۔ ڈی کر لو۔ قواعد اجازت نہیں دیتے۔ اس لیے اب یا تو ڈی لٹ کروں گا یا پھر کچھ بھی نہیں کر سکتا۔

آپ کی نصیحت سر آنکھوں پر لیکن اس پر عمل کرنا میرے اختیار میں کہاں ہے۔ میں تو خاموش تماشائی ہوں۔ جو ہوتا ہے دیکھتا رہتا ہوں۔

آپ جلد جواب دیجیے۔ ہوائی ڈاک سے لکھیں تو اچھا ہے۔
اپنا تازہ پتا لکھیے؟ والسلام

آپ کا
وحید قریشی

(۵۲)

۲۶ اگست ۱۹۶۲ء

برادرم سلام علیکم

آپ کی یونیورسٹی تو کھل چکی ہوگی۔ یہاں کالج دس ستمبر سے کھلے گا اگرچہ داخلہ یکم ستمبر سے شروع ہے اور یکم ستمبر ہی سے کالج جانا پڑے گا۔ ان چھٹیوں میں خیال تھا کہ 'بیان الادیان' پر ایک مقالہ پورا ہو جائے گا اور ''مجلّہ علوم اسلامیہ'' کے لیے بھیج سکوں گا لیکن ابھی لکھنے کی نوبت نہیں آ سکی۔ یہاں کے جھمیلے اتنے زیادہ ہیں کہ تحقیقی کام کا موقع ہی نہیں ملتا۔ اب دیکھئے کسی نہ کسی طرح ستمبر میں مقالہ بھیجنے میں کامیاب ہو جاؤں تو سرخرو ہو سکوں۔ ورنہ آپ سے بہت شرمندہ ہوں۔ ابھی چند روز ہوئے ''فکر و نظر'' کے دو شمارے اور ''مجلّہ علوم اسلامیہ'' کا چوتھا پرچہ ملا۔ اس عنایت کے لیے شکریہ۔ کیا اس کی کوئی صورت ہو سکتی ہے کہ ''فکر و نظر'' مجھے باقاعدگی سے مل سکے؟ اب تک میرے پاس اس کے صرف چار شمارے آئے ہیں۔ یہاں سے کوئی پرچہ آپ ''باقاعدگی'' سے منگوانا چاہیں تو اس کا انتظام کر دوں گا۔ ''علی گڑھ میگزین'' بھی یہاں لاہور میں نہیں آتا۔ اس کے بعض خاص نمبر مثلاً علی گڑھ نمبر، مجاز نمبر، طنز و مزاح نمبر تو بالکل ہی نا پید ہیں۔ کیا یونیورسٹی کی طرف سے ایسا کوئی انتظام نہیں ہے کہ کم از کم یونیورسٹی کی مطبوعات یہاں لاہور میں دستیاب ہوں اور ہم لوگ انھیں خرید سکیں۔ ظاہر ہے یہ کام افراد سے ممکن نہیں حکومتی سطح پر اگر یونیورسٹی اس کی کوئی تدبیر کر دے تو بہت اچھا ہوگا۔

''مطالعۂ حالی'' حال ہی میں شایع ہوئی تھی۔ عنقریب کاپیاں ملیں گی تو آپ کے حصے کی کاپی روانہ ہوگی۔ آج کل اردو ادب کا تین جلدوں میں ایک انتخاب کر رہا ہوں۔ ایک جلد اُردو انشائیوں کی، ایک مزاح کے مضامین کی اور تیسری شخصیت نگاری کے سلسلے میں۔ چند روز میں یہ کام پورا ہو جائے گا۔ ''میر حسن'' کی کاپی تو شاید آپ کو مل گئی تھی اور کسی دوست کے لیے درکار ہو تو اور بھیج دوں۔

امید ہے آپ کا مزاج بخیر ہوگا۔
اعظمی صاحب بھی مدت سے خاموش ہیں۔ اسلوب احمد انصاری اگر علی گڑھ میں ہوں تو میرا اسلام کہیے۔ والسلام

آپ کا وحید قریشی

''مجلّہ علوم اسلامیہ'' کا جو شمارہ بھی مجھے یہاں آتا ہے اس پر پنجاب یونیورسٹی پتے میں درج ہوتا ہے یہ صحیح نہیں۔ اس سے پرچے کے گم ہو جانے کا اندیشہ ہے۔ میرا پتا درست کرا دیجیے۔ مجلّے پر تبصرہ ''اورینٹل کالج میگزین'' کے اگلے شمارے میں ہوگا۔

(۵۳)

۱۰مئی ۱۹۹۳ء

قسط اوّل

مکرمی تسلیم! السلام علیکم

آپ کے دونوں خط مل گئے تھے۔ پہلے خط کے سلسلے میں یونیورسٹی کو یاددہانی کرادی تھی اور معاملے کی پیروی کر کے بنک ڈرافٹ آپ کو بھجوادیا گیا تھا۔ خط لکھنے میں سست ہوں کبھی آپ کی طرف سے غافل نہیں رہا۔ ''مجلّہ'' پر تبصرہ ضرور کروں گا لیکن ابھی مکمل کرنے کا موقع نہیں مل رہا ہے مئی کے شمارے کے لیے گوپی چند نارنگ صاحب کی کتابوں پر مفصل تبصرہ کیا ہے۔ جو چھپ رہا ہے۔

باقر صاحب نے سرور کے تذکرے کا نسخہ چند سوروپے میں خریدا تھا اور مجلس ترقی ادب لاہور سے پندرہ ہزار روپے معاوضے پر بات چیت کرلی تھی کہ دلی سے ایک نسخہ (غلط سلط) شایع ہوگیا اس لیے بات رہ گئی۔ اور انھوں نے نیشنل میوزیم کراچی کے پاس ۲۵ ہزار روپے میں وہ نسخہ فروخت کردیا۔ اچھا ہی ہوا اگر وہ شایع کرتے تو دلی کے مطبوعہ نسخے کے مقابلے [میں] اغلاط شاید زیادہ ہی ہوتے۔

مجلّے کے تازہ شمارے کا انتظار کررہا ہوں۔ میں ان شاء اللہ مقالہ گرمیوں کی تعطیلات میں مکمل کروں گا۔ 'بیان الادیان' کو ترتیب دے رہا ہوں۔ اور ایران [کے] نسخے پر کئی اضافے کیے ہیں۔ امید ہے یہ مضمون آپ کے مجلّے کے معیار کا ہوگا۔ ورنہ سرسری طور پر تو کئی چیزیں لکھ چکا ہوں۔ لیکن آپ کے پرچے میں بھیجنے کا حوصلہ نہیں ہوا۔

(۵۴)

۱۰مئی ۱۹۶۳ء

قسط دوم

(پہلے کارڈ پر جگہ نہیں بچی تھی اس لیے دوسرے کارڈ میں لکھ رہا ہوں)

رانا احسان الٰہی بھی اورینٹل کالج میں ہیں اکثر ملاقات ہوتی ہے۔

اورینٹل کالج میگزین کا چندہ میں ادا کردوں گا لیکن آپ نے یہ نہیں لکھا کہ کس شمارے کے بعد Gap ہے، تاکہ وہ شمارے بھجوا سکوں، اور آپ کا فائل پورا ہوجائے۔

مقبول صاحب سے ان کی واپسی پر میں نہ مل سکا۔ خوب آدمی ہیں مل کر بڑی مسرت ہوئی تھی ان سے سلام کہیے۔... صاحب کی وفات کا نہایت صدمہ ہوا۔ گذشتہ چھ برس سے مرحوم مجھ پر بڑی عنایت فرماتے تھے اور انسائیکلوپلس میں انھوں نے کئی مقالے لکھنے کا موقع بھی دیا۔ وہ کئی کتابیں ترتیب دے رہے تھے جو رہ گئیں۔ مثلاً مثنوی وامق وعذرا دعنصری کے ساڑھے تین سو اشعار دریافت کرکے اس کا متن شایع کرچکے تھے دیباچہ نامکمل رہ گیا۔ اس طرح اپنے مقالات کا مجموعہ اور ''مطلع السعدین'' کے مسودات پورے ہوگئے تھے۔ ''عقدالفرید'' کے نئے ایڈیشن کا کام بھی ادھورا رہ گیا۔ ان چھ برس میں مولوی صاحب قبلہ سے تحقیق کے سلسلے میں، میں نے بہت کچھ سیکھا۔ میرے محسن تھے اس لیے بھی مجھے ان کے انتقال کا بڑا صدمہ ہوا ہے۔

اورینٹل کالج میں، میں ۲۱، دسمبر ۱۹۶۲ء کو بطور لیکچرار اُردو آیا ہوں تنخواہ میں ایک ترقی کا فائدہ ہوا ہے یعنی اب میری تنخواہ تیرہ برس کی نوکری کے بعد ۵۰۰ روپے ماہوار ہے۔ لیکن مطمئن نہیں ہوں۔ والسلام

آپ کا
وحید قریشی

(۵۵)

۲۰ جون ۱۹۶۳ء

برادرم آرزو، سلام علیکم

اس وقت آپ کے چار کارڈ میرے سامنے ہیں۔ ان میں یہ پہلا خط ۷/۲/۶۳ کا تھا جس کا جواب آپ کو دو کارڈوں کی صورت میں ۸/۵/۶۳ کو ملا ہوگا۔ اس طرح ۲۲/۴/۶۳ کے مکتوب کا جواب بھی آپ کو مل چکا ہے۔

''مجلّہ علوم اسلامیہ'' کے لیے محمد فضل الدین قریشی صاحب کا مقالہ ارسال خدمت ہے۔ کم از کم اس سلسلے کا ایک وعدہ پورا کرنے میں میں کامیاب ہوگیا۔ مقالے کی رسید سے مطلع فرمائیے۔

میں اورینٹل کالج میں آ گیا ہوں۔ اس زمانے میں شعبۂ فارسی میں ایک ریڈر کی اسامی بھی نکلی تھی اور میں نے اسی زمانے میں درخواست بھی دے دی تھی۔ سنا ہے معاملہ ڈاکٹر عبدالستار صدیقی (الہ آباد) صاحب پر منحصر ہوگیا ہے اور ان کی رائے پر فیصلہ ہوگا۔ میرے حق میں دعا کیجیے۔ آپ کے پیرومرشد میرے کام آسکیں تو بڑی کرم فرمائی ہوگی۔ کیونکہ کارِ دنیا بہرحال دعا پر منحصر ہے۔

امید ہے آپ کوتاہی نہ فرمائیں گے اور میرے حق میں خود بھی دعا کرتے رہیں گے اور مرشد سے بھی رجوع فرمائیں گے۔

''صحیفہ'' میں متون شائع نہیں ہوتے۔ اس سلسلے میں تاج صاحب (سید امتیاز علی تاج) سے بات کروں گا کہ ''تذکرۂ حیدری'' کو وہ شائع کر دیں۔ متن کے غالباً تین روپے (فی صفحہ، ۳۰۰ الفاظ) اور دیباچے کے آٹھ روپے صفحے کے دیے جاتے ہیں۔ ''دیوان سوز'' ترقیِ اُردو بورڈ کراچی، شائع کرنے کا ارادہ رکھتا ہے اور لاہور میں قیوم نظر کے سپرد کام کر رکھا ہے۔ قیوم صاحب سے بات کر کے تفصیلات آپ کو لکھوں گا۔ گمان غالب ہے کہ دیوان کا اچھا معاوضہ آپ کو مل جائے گا۔ کالج میں تو تعطیلات ہو چکی ہے۔ کسی روز جاؤں گا (یکم جولائی کو) تو میگزین کے مطلوبہ شمارے اور ''ارمغان علمی'' بھجوادوں گا۔ قبلہ مولوی محمد شفیع صاحب کا کتاب خانہ ان کی اولاد کے پاس ہی رہے گا۔ ربانی (مرحوم کے صاحب زادے) اسے محفوظ رکھنا چاہتے ہیں۔ ان سائیکلو پیڈیا کے کراسوں کے لیے ڈاکٹر وحید مرزا صاحب سے بات کروں گا اور اطلاع دوں گا۔

میرا مقالہ آپ کو گرما کی تعطیلات میں مل جائے گا۔ ''بیان الادیان'' کو ترتیب دے رہا ہوں۔ امید ہے آپ کو پسند آئے گا۔

''مقدمہ شعروشاعری''، ''میرحسن''، ''مطالعۂ حالی'' کی ایک ایک جلد عنقریب الگ ارسال ہوگی۔

پرچے جانچنے میں مصروف ہوں اس لیے تعمیل ارشاد نہ ہوسکی۔ دوچار روز میں وعدے پورے ہوں گے۔

آپ کو ''افسوس'' والا مقالہ پسند آیا میری محنت ٹھکانے لگی۔

قبلہ شفیع صاحب کے مکتوبات جمع کر رہا ہوں۔ اس سلسلے میں مدد فرمائیں تو ممنون ہوں گا۔ علی گڑھ کی دو کتابیں

درکار ہیں۔ ''تحریک علی گڑھ'' (نسیم قریشی) اور ''علی گڑھ تاریخ ادب اُردو'' بھجوادیں تو ممنوں ہوں گا۔ پہلے تو آپ کے پبلشر نے وعدہ پورا نہیں کیا۔ اب انھیں ان کتب کے لیے ضرور تاکید کر دیجیے۔

آپ آج کل کیا کر رہے ہیں؟ اعظمی صاحب اور اسلوب صاحب سے ملاقات ہو تو سلام کہیے۔ والسلام

آپ کا وحید قریشی

مزید: ''مجلّہ علوم اسلامیہ'' کے پانچ شمارے مل چکے ہیں۔ چھٹا شمارہ جس کا ذکر آپ نے اپنے خط میں کیا ہے نہیں ملا۔ ''مجلّہ'' پر میرا پتا غلط لکھا ہوتا ہے۔ وحید قریشی، پنجاب یونیورسٹی سمن آباد درج ہوتا ہے۔ حالاں کہ سمن آباد یونیورسٹی سے تین میل کے فاصلے پر ہے۔ آپ گھر کا (سمن آباد) کا پتا درج کرا دیجیے۔

(۵۶)

۳۱ اکتوبر ۱۹۶۳ء

برادرم

آپ کے دونوں خط مل گئے۔ آپ کی یہ اطلاع صحیح ہے کہ پروفیسر حمید احمد خان پنجاب یونیورسٹی کے وائس چانسلر ہو گئے ہیں، انھیں مبارک باد کا خط ضرور لکھیے۔ ''اورینٹل کالج میگزین'' کے شمارے میں نے بھجوائے تھے اور آپ کے نام پر دو سال (کا چندہ جمع کروادیا ہے جو شمارہ آپ کو مطلوب ہے وہ میں پچھلا خط تلاش کر کے اور اس کا نمبر لے کر عنقریب بھجوادوں گا۔ ''میر حسن''، ''مطالعہ حالی'' اور ایک دو دوسری کتابیں آپ کو ایک خط کے ہمراہ بھیجی جا رہی ہیں۔ اپنی رائے سے مطلع فرمایئے۔ ''میر حسن'' پر نظر ثانی کر رہا ہوں کوئی قابل ترمیم بات نظر آئے تو ضرور لکھیے گا۔ ''مجلّہ علوم اسلامیہ'' کا شمارہ کل مل گیا۔ اس کا شکریہ۔ فضل الدین قریشی صاحب کے القاب آپ نے صحیح نہیں لکھے آپ ان سے دلی میں ضرور ملے تھے لیکن آپ کو نام کے سلسلے میں کچھ التباس ہو گیا ہے۔ قریشی صاحب یونیورسٹی کے باقاعدہ ملازم نہیں، بلکہ ریسرچ فیلو ہیں اور کتابوں کے متون ترتیب دیتے ہیں۔ اسلامیہ کالج میں فزکس کے ڈیپارٹمنٹ میں تھے۔ اس کے بعد کچھ عرصہ گجرات میں رہے۔ پروفیسر محمود شیرانی کے خاص شاگردوں میں تھے۔ آج کل بیمار ہیں اس لیے شاید انھوں نے آپ کو خط نہیں لکھا۔ میں آپ کی طرف سے مزاج پرسی کر دوں گا۔ میرے معاملہ کا آپ نے پوچھا ہے وہ ٹھپ ہو گیا۔ لیکن مقامی بزرگ کی نیکی آڑے آ گئی تھی۔

انتخاب ''دیوان سوز'' کے لیے قیوم نظر نے کراچی لکھ دیا تھا۔ وہاں سے ابھی کوئی جواب نہیں آیا۔ ''تذکرۂ حیدری'' جلد از جلد مجلس کو بھجوا دیجیے۔ تاج صاحب اسے شایع کرنا چاہتے ہیں۔ شرائط کے سلسلے میں آپ کو پھر تفصیل سے لکھیں گے۔ آپ نے میرے گجرات والے خط کو گوجرانوالہ کا خط قرار دیا ہے۔ یہ صحیح نہیں ہے اس دفعہ گوجرانوالہ نہیں گیا تھا بلکہ گجرات ہی گیا تھا۔ والسلام

آپ کا، وحید قریشی

(۵۷)

۲۱ دسمبر ۱۹۶۳ء

برادرم! السلام علیکم!

آپ کے خطوں کا کوئی بقایا غالباً میرے ذمے نہیں ہے۔ فضل الدین قریشی صاحب چند روز ہوئے ملے تھے۔ آپ

کا ذکر رہا۔ ان کے مضمون کے فرمے بھی مل گئے ہیں۔ وہ یونیورسٹی کے شعبۂ فزکس سے کبھی بھی متعلق نہیں رہے۔ اور نہ وہ ڈاکٹر ہیں۔ کسی زمانے میں اسلامیہ کالج سے اور پھر ۰۰۰ کالج گجرات سے متعلق تھے۔ آج کل نہیں۔ یونیورسٹی میں سینئر ریسرچ فیلو ہیں۔ یعنی پانچ روپیہ ماہوار پاتے ہیں۔ اور گھر پر بیٹھ کر یونیورسٹی کے لیے علم نجوم کی کتابیں ترتیب دیتے ہیں۔ حال ہی میں انھوں نے البیرونی کی ایک غیر مطبوعہ کتاب ترتیب دی ہے جو عنقریب پریس میں جانے والی ہے۔

''اورینٹل کالج میگزین'' کے پچھلے شمارے میں نے آپ کو بھجوا دیئے تھے، اور دو سال کا چندہ بھی ادا کر دیا ہے۔ آپ کی باقی فرمائشیں دو چار دن میں پوری ہو جائیں گی۔ ''مطالعہ حالی'' اور ''میر حسن'' کی کاپیاں اس خط کے ہمراہ آپ کو ملیں گی۔ ''ارمغان علمی'' جنوری میں روانہ کروں گا اور انسائیکلو پیڈیا کے چیرمین مولوی صاحب مرحوم کی جگہ ڈاکٹر وحید مرزا ہو چکے ہیں۔ اس کے لیے انھیں براہ راست لکھ دیجیے۔ ممکن ہے وہ تحفتاً بھیج دیں۔

آپ نے تذکرۂ حیدری کا مسودہ بھیجنے کا وعدہ کیا تھا۔ سید امتیاز علی تاج انتظار کر رہے ہیں۔ آپ نے ابھی تک روانہ نہیں کیا۔ مجھے علی گڑھ کے شعبۂ تاریخ اور آپ کے شعبے کی کتابیں درکار ہیں اس کے علاوہ علی گڑھ یونیورسٹی کی لائبریری میں جو نادر مخطوطات عربی فارسی اردو اور تاریخ سے متعلق ہیں سنتا ہوں ان کی بعض چھوٹی بڑی فہرستیں شایع بھی ہو چکی ہیں خصوصاً سبحان اللہ کلیکشن کی کیا یہ مجھے مل سکتی ہیں۔ ان فہرستوں کے لیے خاص طور پر تگ و دو فرمایے۔ قاضی عبدالودود صاحب سے میری خط کتابت اس زمانے سے بند ہے جب وہ پاکستان آئے تھے تو ستاسی روپے میں نے ان کے حوالے کیے تھے اور انھوں نے اپنے لیے کتابیں خریدی تھیں۔ واپس جا کر انھوں نے مجھے تین کتابیں بھیج دیں لیکن باقی معاملہ وہیں کا وہیں رہا۔ رسالہ ''معاصر'' بھی عرصے سے بند ہے میرے پاس شمارہ نمبر ۱۰ نہیں ہے۔ شمارہ ۱۶ موجود ہے اور اس کے بعد کوئی پرچہ نہیں ملا۔ اسی طرح ان کی بعض مطبوعات مثلاً عیارستان، دیوان جہاں، وغیرہ بھی مجھے نہیں ملیں۔ سفینۂ ہندی اور دو تذکرے مجھے لاہور ہی کے ایک دوکاندار سے مل گئے تھے۔ قاضی صاحب کے تذکرہ ابن طوفان کے سات نسخے اسی زمانے کے میرے پاس پڑے ہیں۔ جاتے وقت انھوں نے کہا تھا کہ وہ خط لکھ کر یہ بتائیں گے کہ یہ نسخے کس کس کے حوالے کرنے ہیں۔ پھر خط و کتابت ہی بند ہو گئی۔ ان سے پوچھ کر بتایئے کہ ان نسخوں کو کہاں ٹھکانے لگایا جائے۔ والسلام

آپ کا، وحید قریشی

(۵۸)

۱۸ اگست ۱۹۶۴ء

Journal of

RESEARCH SOCIETY OF PAKISTAN

Lahore (W. Pakistan).

Dr. Waheed Quraishi
(Secretary)

Dyal Singh Trust Library
Building, Nisbett Road,
LAHORE.

No. J-4/64/I/704

Dated: the 18-08-1964

REMINDER

Subject: ARTICLE FOR THE JOURNAL

Dear Sir,

Kindly refer to this office letter No. J/4/I/64/592, dated: 11-07-64 on the subject cited above.

I am eagerly waiting for your article.

Kindly expedite.

یا حضرت آپ کب تک خاموش رہیں گے؟

Yours faithfully
Waheed Qareshi

Dr. Mukhtar-ud-Din Ahmed
M.A., Ph.D., D.Phil
Reader, Institute of Islamic
Studies, Muslim Univeristy,
ALIGARH (INDIA)

(۵۹)

۱۲۸ اکتوبر ۶۴

برادرم!

پچھلے مہینے آپ کا خط مل گیا تھا۔ احمد ٹھٹھوی والے مقالے کے سلسلے میں آپ نے پسندیدگی کا اظہار فرمایا ہے اس کا شکریہ۔ محفوظ الحق مرحوم کے سلسلے میں نادانستہ ڈاکٹر کا لفظ لکھا گیا۔ اس کی اطلاع ڈاکٹر وحید مرزا صاحب کو کردوں گا۔ اور غلط نامے میں درستی ہو جائے گی۔ کوئی اور چیز کھٹکی ہو تو اس کا بھی لکھیے۔ اس سے قبل ٹیک چند بہار پر ایک مقالہ آپ کی نظر سے گزرا ہوگا۔ استاد مرحوم شفیع صاحب نے اسے پسند کیا تھا۔ ''بہار عجم'' کے مختلف نسخوں میں جو فرق ہے اس کی طرف میں نے کچھ اشارے کیے تھے۔ اس کے بعد سے تو میں ریسرچ سوسائٹی کے بکھیڑوں میں اس طرح پڑا کہ لکھنے پڑھنے سے معذور ہوگیا۔ وہاں براہ راست ایس ایم اکرام صاحب سے واسطہ تھا۔ تجربے نے کئی نئے انکشافات کیے وہ پرانے آئی سی ایس نکلے اس لیے نبھ نہ سکی۔ قریب سے دیکھنے پر یہ بھی معلوم ہوا کہ ان کا علمی کام تقریباً سارے کا سارا اوقاف کے ملازمین کا کیا ہوا ہے محض نظر ثانی ان کی ہوتی ہے۔ ان کے رویے سے بددل ہو کر میں واپس اورینٹل کالج میں لوٹ آیا ہوں۔ دن رات کی محنت بے ضرورت اور بے مصرف گئی۔ اب ان کے رسالے سے میرا کوئی واسطہ نہیں پہلا پرچہ البتہ میں نے شائع کر دیا تھا اور امید ہے کہ انھوں نے آپ کو بھیجا بھی ہوگا۔

مجلّہ علمی کے لیے آپ جو مضمون بھیجنا چاہتے تھے مثلاً ریاض الفرقان پر مقالہ اب یا تو اورینٹل کالج میگزین کے لیے

بھیج دیجیے یا پھر اس وقت پنجاب یونیورسٹی کی طرف سے ایک ارمغان علمی پریس میں جارہی ہے اس کے لیے روانہ کردیجیے لیکن شرط یہ ہے کہ خط ملتے ہی دو چار دن میں مل جائے۔ یہ ارمغان یونیورسٹی کی طرف سے ایس۔ اے رحمٰن صاحب کی خدمت میں پیش کی جارہی ہے۔ اس کے لیے زحمت فرماسکیں تو میں خاص طور پر آپ کا ممنون ہوں گا۔ جلدی اس لیے ہے کہ مسودہ پریس میں جاچکا ہے۔

۲۔ فضلی کی ''دہ مجلس'' کے سلسلے میں تاج صاحب سے بات ہوئی تھی وہ مجلس ترقی ادب کی طرف سے فوری طور پر چھاپنے کے لیے آمادہ ہیں۔ آپ فوراً مسودہ یا تو براہ راست تاج صاحب کو یا مجھے بھیج دیجیے۔ معاوضے کی بات چیت میں ان سے کرلوں گا۔ کتاب جلد چھپ جائے گی۔ پروف وغیرہ یہاں دیکھ لیے جائیں گے۔ لیکن یہ اسی صورت میں ممکن ہے کہ آپ تاخیر سے کام نہ لیں اور متن فوری طور پر روانہ کردیں۔ لاہور میں بعض ایسے پریس موجود ہیں جہاں ایک ہفتے میں سوڈیڑھ سو صفحے بھی کمپوز ہوسکتے ہیں۔ کتاب ٹائپ میں شایع ہوگی۔

۳۔ تاج صاحب سے تذکرۂ حیدری، اور بہارِ بےخزاں کا ذکر بھی آیا تھا انھوں نے اس سلسلے میں آپ کو الگ سے ایک تفصیلی خط لکھا ہے جس میں متن کے معاوضے پر نظر ثانی ہوگئی ہے، امید ہے آپ اس معاملے میں بھی اب زیادہ تاخیر سے کام نہیں لیں گے اور تذکرہ حیدری اور دوسری چیزیں انھیں جلد روانہ کردیں گے۔

۴۔ دیوان سوز کے نسخے کے بارے میں ترقی اردو بورڈ نے تو کوئی دلچسپی نہیں لی۔ ممتاز حسین صاحب لاہور آئیں گے تو میں اس سلسلے میں ان سے بات کروں گا۔ ممکن ہے نیشنل میوزیم کے لیے وہ آمادہ ہوجائیں۔ یا پھر آپ براہِ راست نیاز فتح پوری صاحب کو لکھیے جو میوزیم سے متعلق ہیں۔ قیوم نظر صاحب کے سامنے اردوئے معلیٰ کا شمارہ موجود ہے خود میرے پاس بھی یہ پرچہ ہے اس میں تو اشعار اس حد تک غلط ہیں کہ نئے ایڈیشن کی بخوبی گنجائش ہے البتہ پٹنہ والے کام کے بارے میں نہ انھیں کچھ خبر ہے نہ مجھے معلوم تھا کہ دیوان سوز چھپ رہا ہے۔

۵۔ کاغذ دیکھنے پر معلوم ہوا کہ میر حسن اور مطالعہ حالی ضرور اسی زمانے میں روانہ کی تھی غالباً ڈاک میں ضائع ہوگئی اب مقدمۂ شعر وشاعری، میر حسن اور مطالعہ حالی اس خط کے ہمراہ پھر بھیجتا ہوں ''ارمغان علمی'' کی شاید ایک آدھ کاپی کالج میں ہوگی وہ بھی جلد ہی بھیج دوں گا۔

۶۔ ''پنجاب میں اردو'' شیرانی صاحب کے پوتے مظہر محمود نے شائع کرائی ہے اور اس میں صرف چند مقامات پر میں نے صرف حاشیے لکھے اور آخر میں ضمیمے دیے ہیں۔ تفصیلی ایڈیشن آئندہ شایع ہوگا۔ جس میں کم وبیش تیس اور شاعروں کے کلام اور تفصیلی حواشی اور مفصل دیباچہ ہوگا۔ یہ کام دیر طلب تھا اور مظہر صاحب کو کتاب شائع کرنے کی جلدی تھی اس لیے اس صورت میں چھاپ دیا گیا کیونکہ مکتبہ معین الادب والے اس کتاب کو اب تیسری بار بغیر اجازت چھاپنا چاہتے تھے اس لیے ان کے ایڈیشن سے پہلے اس کتاب کا بازار میں آنا ضروری تھا۔

تاریخ ادب اردو کا میں بیتابی سے انتظار کررہا ہوں جیسے بھی ممکن ہو اس کی کاپی مجھے بھجوایئے۔ قاضی صاحب تو اس زمانے سے روٹھے ہوئے ہیں۔ حالانکہ خفا مجھے ہونا چاہیے تھا، کہ میرا جو ملازمت میں نقصان ہوا اس کا بڑا سبب خود قاضی صاحب تھے۔ عبادت صاحب کی کامیابی اور میری ناکامی کی بنیاد انھی کی وجہ سے پڑی۔ بہرحال میں پھر بھی ان کا نیازمند ہوں۔ تاریخ

ادب اردو پران کا تفصیلی تبصرہ کہاں شایع ہوا ہے۔اس کی اطلاع دیجیے۔نیز بتایئے کہ پٹنہ سے کون کون سی کتابیں اب تک شایع ہو چکی ہیں اور رسالہ ''معاصر'' چھپ رہا ہے یا نہیں میرے پاس آخری شمارہ ۱۵ آیا تھا اس کے بعد کی کچھ خبر نہیں۔

۷۔ جس زمانے میں آپ کا خط آیا اس سے ایک ہفتہ پہلے پنجاب یونیورسٹی میں مولانا عبدالعزیز میمن عربی کے پروفیسر مقرر ہو گئے تھے اور کوئی دس روز سے آ کر کالج میں کام شروع کر دیا ہے ڈاکٹر رانا احسان الٰہی بھی پروفیسر شپ کے امیدوار تھے لیکن وہ ریڈر ہی رہ گئے ہیں۔آپ کے ہاں خاصی ملازمتیں نکل رہی ہیں۔لیکن یہاں پروفیسریاں اور ریڈر شپ کہاں؟ میں پندرہ برس سے بھاڑ جھونک رہا ہوں اور ابھی تک لیکچرار کے گریڈ میں ہوں۔یہاں پروفیسر کے گریڈ 900 روپے سے 1700 روپے تک ہے۔

۸۔ ڈاکٹر وحید مرزا بخیر و عافیت ہیں۔چوتھی جلد مکمل کرنے کے بعد اب پہلی جلد کی تیاری میں مصروف ہیں۔

۹۔ مجلس ترقی ادب کی زیرِ طبع کتابوں کی فہرست آپ نے مجلۂ علمی میں دیکھ لی ہوگی۔

۱۰۔ میر حسن کے کلیات میں سے میں صرف مثنویوں کو ترتیب دے رہا ہوں سال بھر تک یہ کام بھی رکا رہا۔اب اسے دوبارہ شروع کروں گا۔میں نے تمام ضروری حواشی مثنویات میر حسن مطبوعہ نول کشور کے حاشیوں پر جمع کر دیے تھے، یہ نسخہ ایک شاگرد کی بے احتیاطی سے ضائع ہو گیا۔اس لیے سحر البیان کو پھر سے ترتیب دینے کا خیال ہے باقی مثنویوں پر کچھ نہ کچھ کام ہو چکا ہے۔یہ بات شائد آپ کے لیے دل چسپی سے خالی نہ ہوگی کہ میں نے سحر البیان کے ایک ایسے نسخے کا پتہ لگا لیا ہے جو خ میر حسن کے ہاتھ کا لکھا ہوا ہے۔اس نسخے پر نئی شائع ہونے والی ارمغانِ علمی میں میرا مقالہ ملاحظہ فرمایئے گا۔اس کی اشاعت کا بندوبست ہو چکا ہے۔مجلس ترقی ادب گیارہ مثنویوں کو دو جلدوں میں شایع کرے گی۔

۱۱۔ تازہ مشاغل میں بیان الادیان قابل ذکر ہے جو ناقص صورت میں مدت ہوئی ایران سے چھپی تھی میرے پاس اس کا قدیم ترین قلمی نسخہ ہے۔جس سے کئی نئے مطالب سامنے آئیں گے۔والسلام

آپ کا
وحید قریشی

(۶۰)

۱۸ اپریل ۱۹۶۶ء

برادرم!

آپ کا ارسال کردہ مقالہ طفیل صاحب کو ''نقوش'' کے لیے دے دیا ہے۔''صحیفہ'' اس وقت پریس میں تھا اشاعت کے لیے دوسرے پرچے کا انتظار کرنا پڑتا اس لیے میں نے طفیل صاحب کو دے دیا۔''کربل کتھا''، فضلی کا نسخہ مجھے فوراً بھیجیے۔عرشی صاحب کو آپ نے جو ارمغان پیش کیا ہے اس کی کاپی کا بھی انتظار ہے۔اپنے مقالات کا مجموعہ آج کی ڈاک سے بھجوا رہا ہوں۔تاج صاحب سے ملاقات نہیں ہو سکی۔میں چند روز کے لیے پاکستان سے باہر جا رہا ہوں۔سات مئی کو واپسی ہوگی اس کے بعد تاج صاحب سے بات چیت ہو سکے گی۔آپ میری غیر حاضری میں مکان کے پتے پر ''ارمغان عرشی'' اور ''کربل کتھا'' بھیج دیجیے۔باقی باتیں ان شاء اللہ مئی کے شروع میں لکھوں گا۔والسلام

آپ کا وحید قریشی

(۶۱)

اگست ۱۹۶۶ء

Dear Dr. Sahab,

The newly established Research Society of Pakistan is bringing out a Quarterly Journal devoted to the study of Muslim Culture in India and Pakistan in its Literary cultural, religious and political aspects. The society wishes to encourage the publication of edited and annotated texts hitherto available only in manuscript and thus to make a distinctive contribution to the study of Islam in the subcontinent. It is hoped that the Journal may also have a similar emphasis, but not exclusively so.

I request you to contribute an article of not more than 5000 words. It would be a convenience if any contribution you feel able to make could reach this office by the 15th August 1966.

The Editorial Committee has decided to pay for the articles accepted by the Committee and published in the Journal. Ten off-prints of the article published will be supplied free of charge to the contributors. Typed copies in duplicate of such articles should be sent to the Secretary of the Editorial Board at the above address under a registered cover or handed over personally.

Yours sincerely,
Signature
(Waheed Qureshi)

Dr. Mukhtar-ud-Din Ahmed
M.A., Ph.D., D.Phil,
Reader, Institute of Islamic Studies,
Muslim University Aligarah (India)

(۶۲)

۱۹ دسمبر ۱۹۶۶ء

برادرم، تسلیم!

خدا خدا کر کے آپ کا خط ملا۔ اس سے پہلے کم و بیش چار خط لکھ چکا ہوں اور بقول شبلی عمر گزشتہ کی تلافی کر دی ہے لیکن آپ ٹس سے مس نہیں ہوئے مجبور اُحباب سے آپ کا گلا شروع کر دیا آپ ان چند دوستوں میں سے ہیں جن کے خطوط کٹھن حالات میں بھی میرے لیے باعث مسرت ہوتے ہیں۔ گزشتہ ڈیڑھ مہینے سے والد صاحب شدید بیمار اور ہسپتال میں

ہیں۔ دن کالج میں اور رات ہسپتال میں گزرتی ہے اس قدر پریشان ہوں کہ صحیفے کے لیے خود کوئی مضمون نہیں لکھ سکا۔ قاضی صاحب کو میں نے مقالے کے لیے کئی خط لکھے تھے پچھلے دنوں ایک خط کا جواب آیا تھا جس میں انھوں نے بتایا تھا کہ انھیں صرف ایک خط ملا ہے انھوں نے قاطع القاطع پر مقالہ بھیجنے کا وعدہ کیا تھا اور اپنے بھائی صاحب کی بیماری کا ذکر بھی کیا تھا اس کے بعد دو یاددہانیاں کرا چکا ہوں نہ مقالہ ملا ہے نہ جواب ہی آیا ہے۔ معلوم ہوتا ہے ان کی ڈاک کا نظام درست نہیں ہے، آپ کے ارشاد کے مطابق پھر خط لکھ رہا ہوں تعزیت بھی کروں گا۔ آپ کو مجلس کی طرف سے کتابیں باقاعدہ بھیجی جاتی ہیں میں نے دفتر سے کہا ہے کہ وہ چیک کر کے تاج صاحب کی اجازت سے غالب سے متعلق کتابیں آپ کو بھجوادے۔ ریویو کے لیے جو کتابیں بھارت سے آتی ہیں مجھے تو مل رہی ہیں باقی حال معلوم نہیں۔ والسلام

آپ کا، وحید قریشی

(۶۳)

۱۶ مئی ۱۹۶۷ء

بھائی۔ آپ کا ارسال کردہ تذکرہ مل گیا۔ شکریہ۔ پچھلے خط کا جواب میرے ذمے کل ان شاء اللہ لکھوں گا۔ مجھے جو چیز آپ ذاتی حیثیت سے بھیجیں وہ میرے گھر کے پتے پر بھیجا کریں۔ دفتر میں صرف دفتری امور سے متعلق چیزیں۔ صحیفے کے لیے حاتم کا فارسی دیوان روانہ کیجیے۔ والسلام

باقی کیا لکھوں، جی رہا ہوں۔

آپ کا وحید قریشی

(۶۴)

۱۴ جون ۱۹۶۷ء

مکرمی، السلام علیکم

صحیفہ کی ادارت کا کام میرے سپرد ہوا ہے۔ یہ مجلّہ مجلس ترقی ادب لاہور کا سہ ماہی پرچہ ہے جس میں اُردو ادب اور تاریخ و ثقافت سے متعلق تحقیقی مقالے شایع ہوتے ہیں۔ مجلّہ کا تازہ شمارہ ارسال خدمت ہے آپ سے درخواست ہے کہ آپ اس مجلّے سے تعاون فرمائیں گے۔ امید ہے آپ اپنا کوئی تحقیقی مقالہ عنایت فرما کر ہمیں ممنون فرمائیں گے۔ والسلام

آپ کا وحید قریشی

(۶۵)

۱۸ جولائی ۱۹۶۷ء

برادرم آرزو، سلام علیکم

اس سے قبل ایک ایرمیل خط لکھ چکا ہوں جواب ندارد۔

پٹنے کے پیر صاحب سے پھر رجوع کیجیے، کارسازی انھی کی دعاؤں پر منحصر ہے۔ والسلام

آپ کا، وحید قریشی

(۶۶)

۱۵اگست ۱۹۶۷ء

برادرم

میں تعطیلات کے سلسلے میں لاہور سے باہر ہوں گذشتہ خط میں آپ نے جن کتابوں اور رسائل کے بارے میں لکھا تھا وہ میں واپس اگر آپ کی خدمت میں روانہ کروں گا۔ دیگر باتوں کے سلسلے میں عرض یہ ہے کہ

۱) محمد فضل الدین قریشی صاحب یونیورسٹی کے شعبۂ طبعیات میں نہیں ہیں بلکہ وہ سینئر ریسرچ فیلو ہیں۔ ان کا کارڈ اسی لفافے میں بھیج رہا ہوں۔

۲) قریشی صاحب آج کل بہت بیمار ہیں اور جب میں لاہور سے چلا ہوں تو ہسپتال میں تھے ان کے مقالے کے بارے میں آپ کو ترمیم کا کلی اختیار ہے۔

۳) معاملہ معلومہ ڈاکٹر صدیقی کے پاس نہیں گیا بعض لوگوں نے جو ان سے ڈرتے تھے ممتحن بدلوانے میں کامیابی ہوگئے ہیں۔

۴) انتخاب دیوان سوز کے سلسلے میں قیوم نظر صاحب نے کراچی خط لکھ دیا ہے۔

۵) تذکرۂ حیدری کا مسودہ آپ خط ملتے ہی سید امتیاز علی تاج ناظم مجلس ترقی ادب نرسنگ داس بلڈنگ نمبر ۲ کلب روڈ لاہور کو بھیج دیجیے اور اپنی شرائط لکھ دیجیے، وہ اسے فوری طور پر شائع کرنا چاہتے ہیں۔ باقی باتوں کا جواب لاہور واپس آ کر دوں گا۔ والسلام

آپ کا وحید قریشی

(۶۷)

۷دسمبر ۱۹۶۷ء

برادرم سلام علیکم

لیجیے مفصل خط حاضر ہے۔

میں اپنے دوستوں کی طرف [سے] آج کل خاصا بددل ہوں اس لیے خط و کتابت تقریباً ترک ہے۔ خصوصاً آپ سے مجھے کئی شکایتیں ہیں۔

(الف) آپ سے جو بات پوچھی جائے آپ جواب نہیں دیتے۔ خط میں دوسری باتیں ہوتی ہیں لیکن جواب طلب بات کے بارے میں خاموشی۔

(ب) بعض اوقات مجھے کتابوں کی ضرورت ہوتی ہے۔ آپ کو لکھتا ہوں۔ آپ نہیں بھیجتے۔ مثلاً اردو ادب اور ہماری زبان کا کبھی کوئی پرچہ مجھے نہیں ملا۔ ہاں ایک بار آپ کے مقالے کا ایک تراشہ ضرور ملا تھا۔ میری کتابیں آپ کو مسٹر اقبال کی معرفت یہاں ڈاک میں بھیجی گئی تھیں، اور میں نے ان پر اپنے دستخط بھی کیے تھے۔ ان کی وصولی کا پتا نہ چلا۔

(ج) مدت سے (کوئی تین برس سے) میں نے اپنی یونیورسٹی سے استدعا کی کہ جس طرح دوسرے لوگوں کو ان کے تحقیقی کام پر سالانہ اضافے دیے جاتے ہیں مجھے بھی دیے جائیں۔ اسی زمانے میں وقار صاحب نے بھی درخواست دی انھیں چار

سالانہ اضافے مل گئے لیکن میرا معاملہ دفتر ہی میں دفن رہا۔ آخر تین برس بعد اسے اٹھایا گیا تو میرے لیے قاضی صاحب Expert مقرر ہوئے۔ خدا جانے لوگ میرے لیے ہر بار قاضی صاحب کو کیوں مقرر کرتے ہیں؟ اب آپ کے یہ بزرگ سال بھر سے معاملہ اٹکائے ہیں۔ ظاہر ہے ان حالات میں آدمی کیا کام کر سکتا ہے۔ تنگ آ کر میں نے اپنے احباب ہی سے کنارہ کشی اختیار کر لی تھی کہ حمید احمد خان کی نوازش سے یہ ''صحیفہ'' ۔ میرے سپرد ہو گیا۔ بہر حال میرا حال وہی ہے۔ سنتا تھا آپ کے لیے بھی ملازمت کی کوئی تحریک ہو رہی ہے میں تو کانٹوں میں پڑا ہوں، کیا آپ بھی ایسے حوصلہ فرسا حالات میں کام کر سکتے ہیں؟ والسلام

آپ کا، وحید قریشی

(۶۸)

۱۰/۱ اکتوبر ۱۹۶۷ء

برادرم

تسلیم۔ یہ خط رسید کے طور پر تحریر کر رہا ہوں آپ کے خط کی بعض باتیں تفصیل طلب ہیں مفصل خط لکھوں گا فی الحال صرف اتنا عرض کر دوں کہ آپ کے ارسال کردہ تحفے مل گئے۔ تذکرہ گلشن سخن اور سودا مل چکے ہیں اس کے علاوہ رسالہ ہماری زبان کا ایک پیکٹ پہلے ملا۔ دو شمارے بعد میں آئے ایک پرچہ اس ہفتے آیا ہے اس کرم نوازی کے لیے ممنون ہوں۔ میری جو جو کتابیں آپ کو نہیں ملیں اس کی تفصیل لکھیے تا کہ میں یہاں سے بھیج دوں۔ صحیفہ ۴۰۔ ۳۹۔ ۱۹۳۸ دفتر سے دوبارہ بھجوا چکا ہوں۔ خدا کرے مل جائے۔

آپ کی مرتب کردہ فہرست نمائش گاہ مخطوطات و نوادرِ کتب خانہ مسلم یونیورسٹی علی گڑھ کی اشد ضرورت ہے یہ بھی بھجوایئے۔ اس کے علاوہ فہرست کتب عطیہ نواب اسمٰعیل خاں، فہرست ذخیرۂ سبحان اللہ۔ قلمی اور فہرست سبحان اللہ مطبوعہ مرتبہ کامل حسین، بھی بھجوا دیجیے۔ رسالہ معاصر اور دوسری فرمائشیں بدستور ہیں۔ والسلام

آپ کا
وحید قریشی

(۶۹)

۱۲/۱ اکتوبر ۱۹۶۷ء

مکرمی، السلام علیکم

صحیفہ نمبر ۴۰ کا ایک شمارہ آپ کی خدمت میں ارسال کیا جا چکا ہے امید ہے آپ نے ملاحظہ فرمایا ہوگا۔ یہ تحقیقی پرچہ آپ کے تعاون کا محتاج ہے۔ امید ہے آپ اس کی سرپرستی فرماتے ہوئے اپنا کوئی گران قدر تحقیقی مقالہ ارسال فرمائیں گے۔ مجھے امید ہے آپ مایوس نہیں کریں گے۔

اولین فرصت میں توجہ کا طالب ہوں۔

آپ کا، ڈاکٹر وحید قریشی
مدیر صحیفہ

(۷۰)

۲۰ اکتوبر ۱۹۶۷ء

مکرمی سلام مسنون

مجلّہ علوم اسلامیہ جلد ۷ نمبر ۱، ۲ وصول ہوگیا۔ ترسیل مجلّہ کا شکریہ۔ صحیفہ نمبر ۴۱ (بابت ماہ اکتوبر ۱۹۶۷ء) عنقریب ہی آپ کی خدمت میں بھیج دیا جائے گا۔ (دس دن میں پریس سے آجائے گا)۔ آئندہ صحیفہ تبادلے میں پابندی سے آپ کی خدمت میں ارسال ہوا کرے گا۔ امید کہ مزاج بخیر ہوگا۔

نیازمند، وحید قریشی

ڈاکٹر مختار الدین احمد۔ اڈیٹر مجلّہ علوم اسلامیہ
ادارۂ علوم اسلامیہ، مسلم یونیورسٹی، علی گڑھ، یوپی، بھارت۔

(۷۱)

۲۱ نومبر ۱۹۶۷ء

مکرمی، سلام مسنون۔

"صحیفہ" کے جو شمارے آپ کے پاس نہیں ہیں ان کے بارے میں مدیر صحیفہ کے نام مکتوب لکھیں۔ اس پر ضابطہ کی کاروائی ہوکر مطلوبہ پرچے بھیج دیے جائیں گے۔ امید کہ مزاج بخیر ہوگا۔

مخلص، ڈاکٹر وحید قریشی
مدیر صحیفہ

ڈاکٹر مختار الدین احمد صاحب
۵۔ شبلی روڈ۔ مسلم یونیورسٹی، علی گڑھ، یوپی، بھارت۔

(۷۲)

مکرمی تسلیم

آپ نے مراسلہ نمبر BAL/1512/241 مورخہ ۲۶، دسمبر ۱۹۶۷ء کا جواب ہنوز ارسال نہیں فرمایا۔ امید ہے اولین فرصت میں توجہ فرما کر شکریہ کا موقع دیں۔

صحیفہ کے اشتہار کے تبادلے میں اپنے پرچہ کا اشتہار بھیج دیجیے تاکہ اپریل کے شمارے میں چھاپ دیا جائے۔
اپنا پرچہ صحیفہ کے تبادلے میں باقاعدگی سے بھیجنے کی دفتر کو ہدایت کیجیے۔ نیز اپنے پرچے کا اشتہار جلدی بھیج دیا جائے۔ تاکہ اپریل کے شمارے میں چھاپ دیا جائے۔

نیازمند، وحید قریشی
مدیر صحیفہ

(۷۳)

۲۱ ستمبر ۱۹۶۸ء

برادرم ڈاکٹر صاحب، تسلیم۔

مدت سے آپ کی طرف سے کوئی خط نہیں ملا۔ ادھر میں بھی بعض جھمیلوں میں الجھا رہا۔ لیکن آپ کے خیال سے غافل نہیں رہا۔ صحیفہ آپ کی خدمت میں با قاعدگی سے پہنچ رہا ہوگا۔ صحیفے کا غالب نمبر یکم جنوری کو شایع ہو رہا ہے اکتوبر کے وسط تک پرچہ پریس میں چلا جائے گا۔ آپ سے مقالے کی درخواست کی گئی تھی لیکن علی گڑھ سے سوائے اسلوب احمد انصاری صاحب کے کسی نے جواب تک نہ دیا۔ سرور صاحب نے البتہ خط لکھا۔ بھائی صاحب اگر آپ بھی اسی طرح خاموش ہو گیے اور میری مدونہ کی تو بات کیسے بنے گی۔ خدا کے لیے غالب نمبر کے لیے کوئی مقالہ جلد از جلد بھیجیے میں نے صحیفے میں بعض متن شایع کرنے کی گنجائش بھی نکال لی ہے۔ آپ اب مجھے حاتم کا فارسی کلام بھی بھیج دیجیے۔ اسے بھی شایع کروں گا۔ آپ کی ارسال کردہ عربی کی کتابوں پر ریویو غالب نمبر میں شریک ہے۔

ہماری زبان والوں کا خط آیا تھا کہ وہ رسالہ کی ترسیل میرے نام بند کرنے والے ہیں۔ ان کے خط کا نمبر 1453 ہے اس کی کوئی تدبیر کیجیے۔ والسلام

آپ کا مخلص، ڈاکٹر وحید قریشی

مدیر صحیفہ

(۷۴)

۲۲/اکتوبر ۱۹۶۸ء

مکرمی، تسلیم۔

غالب نمبر کے سلسلے میں مقالہ کی استدعا کی تھی۔ پرچہ پریس میں جا رہا ہے۔ آپ کے مضمون کا بیتابی سے انتظار ہے۔ اس ماہ کے آخر تک بھیج دیں تو نوازش ہوگی۔

آپ کا مخلص، ڈاکٹر وحید قریشی

(۷۵)

۱۶/نومبر ۱۹۶۸ء

برادرم۔ السلام علیکم۔

کیا آپ کی طرف سے اس طرح خاموشی رہے گی۔ غالب نمبر کے لیے مقالہ کا تقاضا کیا کچھ جواب نہیں ملا۔ یاد دہانی کرائی۔ صدائے برنخواست۔ کیا اب بھی [کذا] مجھے خاموش ہو جانا چاہیے۔ والسلام

آپ کا مخلص

ڈاکٹر وحید قریشی

(۷۶)

۳۰ ستمبر ۱۹۶۹ء

ڈاکٹر وحید قریشی

۲۶۹۔این سمن آباد۔لاہور نمبر۴

برادرم، تسلیم

مدت سے آپ کا کوئی خط نہیں ملا۔ پچھلے دنوں جامعۂ اردو کا سوالنامہ ملا تھا۔لیکن خیال تھا خط بھی لکھیں گے۔خدا کرے بخیر وخوبی ہوں اور خط نہ لکھنے کا سبب محض تساہل ہو۔والسلام

آپ کا مخلص

وحید قریشی

(۷۷)

۱۵، جولائی ۱۹۸۰ء

برادرم ڈاکٹر آرزو صاحب، تسلیم

آپ کا پچھلے دنوں خط ملا۔ شعبۂ دینیات کی طرف سے بھی دعوت نامہ ملا۔ میں آنے کے لیے تیار ہوں۔لیکن حکومتی سطح پر کوئی چھٹی اپنے ہاں سے پاکستانی سفارت خانہ دہلی یا مرکزی حکومت اسلام آباد کو بھجوایئے تاکہ آپ سے ملنے کا موقع ملے۔ مجلہ تحقیق کے شمارے بھیج رہا ہوں۔آپ یہ متعلقہ حضرات تک پہنچا دیجیے۔آپ کے مقالے کا شدت سے انتظار ہے۔

میری شاگرد بیدار سمیع علی گڑھ آ رہی ہیں۔ دو چار دن ٹھہریں گی۔قیام آپ ہی کے پاس ہوگا۔والسلام

آپ کا ڈاکٹر وحید قریشی

بخدمت جناب ڈاکٹر مختار الدین احمد صاحب صدر شعبۂ عربی، مسلم یونیورسٹی، علی گڑھ (بھارت)

(۷۸)

۳۰ جولائی ۱۹۸۰ء

محترم ومکرم جناب ڈاکٹر مختار الدین احمد آرزو۔علی گڑھ، آداب ونیاز!

عظیم محقق، ادیب اور دانشور پروفیسر حافظ محمود شیرانی کی صد سالہ تقریب ولادت کی تقریبات 5، اکتوبر 1980ء سے ملک کے مختلف علمی مراکز میں شروع ہو رہی ہیں۔ پروفیسر شیرانی مرحوم مشرقی علوم فنون اور لسانیات وعتیقیات پر تحقیقی، تنقیدی اور تجزیاتی اعتبار سے کتنی گہری نظر اور بصیرت کے حامل تھے، یہ حقیقت آپ سے زیادہ اور کسے معلوم ہوگی۔اس عظیم محقق اور عالم کی خدمات اور اسلوب تحقیق کو زندہ رکھنے اور نشوونما دینے کے لیے ''مجلس یادگار حافظ محمود شیرانی'' کا قیام عمل میں لایا گیا ہے، جس کے زیر اہتمام صدی تقریبات کا آغاز جامعہ پنجاب، لاہور میں مذکورہ تاریخ سے شروع ہوگا (تفصیلی مطبوعہ پروگرام جلد آپ کو ارسال کر دیا جائے گا۔) جس میں علمی نشستیں اور ایک بھرپور نمائش کا افتتاح بھی ہوگا جس میں حافظ صاحب کے مخطوطات، مسودات اور نوادرات رکھے جائیں گے۔اس موقع پر جامعۂ پنجاب اور ملک کے دیگر علمی، ادبی اور تحقیقی جرائد اپنے ''شیرانی نمبر'' شایع کریں گے۔

علوم وادبیات کی دنیا میں آپ کی شخصیت محتاج تعارف نہیں، یہ مجلس آپ کی ذات سے بجا طور پر یہ توقع وابستہ رکھتی ہے کہ آپ اس موقع پر پاکستان میں تشریف لا کر ہمیں شرف میزبانی بخشیں اس کرم فرمائی کے لیے ہمارا ممکن تعاون پیش خدمت ہے۔ آپ کی علم دوستی اور معارف پروری کے پیش نظر امید واثق ہے کہ آپ مجلس منتظمہ کے اس متفقہ انتخاب کو شرف قبولیت بخش کر ہم سب کو ممنون فرمائیں گے۔

اس ضمن میں آپ سے درخواست ہے کہ آپ اس مجلس کے سیمینار میں جو مقالہ پیش فرمائیں گے، اگر اس کی ایک عدد نقل ہمیں اگست کے آخر یا ستمبر کے آغاز میں مل جائے تو اس موقع پر جو یادگاری کتب مرتب کی جا رہی ہیں، ان میں اس کی طباعت کا بروقت اہتمام ہو سکے گا۔ اس دعوت نامہ کی قبولیت کے جواب باصواب کا شدت سے انتظار رہے گا۔

امید ہے کہ آپ کے مزاج بخیر ہوں گے۔

چشم براہ

ڈاکٹر وحید قریشی

صدر

مجلس یادگار حافظ محمود شیرانی

عبدالجبار شاکر

معتمد مجلس یادگار حافظ محمود شیرانی

(۷۸)

۱۵، جولائی ۱۹۸۰ء

برادرم ڈاکٹر آرزو صاحب، تسلیم

آپ کا پچھلے دنوں خط ملا۔ شعبۂ دینیات کی طرف سے بھی دعوت نامہ ملا۔ میں آنے کے لیے تیار ہوں۔ لیکن حکومتی سطح پر کوئی چھٹی اپنے ہاں سے پاکستانی سفارت خانہ دہلی یا مرکزی حکومت اسلام آباد کو بھجوایئے تا کہ آپ سے ملنے کا موقع ملے۔ مجلۂ تحقیق کے شمارے بھیج رہا ہوں۔ آپ یہ متعلقہ حضرات تک پہنچا دیجیے۔ آپ کے مقالے کا شدت سے انتظار ہے۔

میری شاگرد بیدار سمیع علی گڑھ آ رہی ہیں۔ دو چار دن ٹھہریں گی۔ قیام آپ ہی کے پاس ہوگا۔ والسلام

آپ کا ڈاکٹر وحید قریشی

بخدمت جناب ڈاکٹر مختار الدین احمد صاحب صدر شعبۂ عربی، مسلم یونیورسٹی، علی گڑھ (بھارت)

(۷۹)

۲۷ مارچ ۱۹۸۱ء

محبی، سلام علیکم

آپ کے دو خط اس وقت میرے سامنے ہیں۔ تاخیر کے لیے حسب عادت معذرت خواہ۔ اس بار سانس کی تکلیف اتنی شدید رہی کہ تین چار ماہ کوئی کام نہیں کر سکا۔ دواؤں کی کثرت سے ہاتھوں میں رعشہ رہا ہے اب کچھ لکھنے پڑھنے کے قابل ہوا ہوں۔ دہلی آنا بھی بیماری کے سبب موقوف رہا۔ کبھی کبھی پروفیسر اسلم کی معرفت آپ کی خبر ملتی ہے۔ خط ذرا جلد جلد لکھا کریں، دس برس سے آپ کی کتابوں سے بھی محروم ہوں۔ اب ذمہ داریاں کم ہو گئی ہیں اور صرف اورینٹل کالج کا پرنسل ہوں۔ لکھنے

پڑھنے کے لیے خاصا وقت مل رہا ہے۔عنقریب دو کتاب [کتابیں] ارسال کروں گا۔والسلام

آپ کا وحید قریشی

بخدمت جناب ڈاکٹر مختار الدین احمد

ناظمہ منزل، سول لائن، امیر نشان روڈ، علی گڑھ 202001 (بھارت)

(۸۰)

۴ مئی ۱۹۸۲ء

سمن آباد لاہور

مکرمی ڈاکٹر صاحب، تسلیم

آپ آج (۴ مئی) کو شام کے ۷ بجے انتظار کیجیے۔ میں آپ کو ٹھیک ۷ بجے کمرے سے لے لوں گا، رات کا کھانا عالی صاحب کے ہاں ہے۔ والسلام

آپ کا، وحید قریشی

ڈاکٹر مختار الدین احمد

(۸۱)

۳۰، اپریل ۱۹۸۶ء

برادرم ڈاکٹر صاحب، تسلیم

آپ کی ارسال کردہ دونوں کتابیں مل گئی تھیں لیکن قاضی عبدالودود صاحب کی دوسری تصانیف ابھی تک مجھ تک نہیں پہنچیں۔علی گڑھ میں اردو کے سلسلے میں کیا کام ہو رہا ہے، اس کی تفصیل چاہتا ہوں۔اخبار اُردو تو آپ کو مل رہا ہوگا۔ادھر کئی کتابیں چھاپی ہیں جو مطلوب [ہوں] لکھیے۔

بیگم صاحبہ کی خدمت میں میرا مودبانہ سلام۔انھیں، بیگم اور بچی بہت یاد کرتی ہیں۔والسلام

آپ کا، وحید قریشی

بخدمت گرامی ڈاکٹر مختار الدین احمد

صدر شعبہ عربی، علی گڑھ مسلم یونیورسٹی، علی گڑھ۔انڈیا۔

(۸۲)

۹ دسمبر ۱۹۹۱ء

برادرم ڈاکٹر صاحب، تسلیم

میں غالب سیمینار اور مولوی عبدالحق سیمینار کے سلسلے میں دلی آ رہا ہوں۔ ۱۸ دسمبر کی فلائٹ سے پہنچوں گا۔ ملاقات کا طالب ہوں۔اس دوران میں علی گڑھ میں شعبۂ تاریخ میں اور اردو اور فارسی میں کچھ اہم کتابیں شائع ہوئی ہوں تو لیتے آیئے۔کوشش کر رہا ہوں کہ علی گڑھ کا ویزا مل جائے۔ایسی صورت میں ایک آدھ دن کے لیے آپ کے پاس آؤں گا لیکن یہ یقینی نہیں۔

مجلہ اقبال کا ایک شمارہ لے کر آ رہا ہوں۔اس کا ادبیات اردو نمبر جنوری میں چھپے گا۔ایک تحقیقی مقالہ تیار رکھیے۔والسلام

مخلص، وحید قریشی

بخدمت گرامی جناب ڈاکٹر مختار الدین احمد

ناظمہ منزل، ۲۸۶/۴، امیر نشان روڈ، دودھ پور، علی گڑھ ۲۰۲۰۰۲، انڈیا

(۸۳)

۳۰ جون ۲۰۰۱ء

مکرمی، تسلیم!

قائد اعظم لائبریری کا ادبی مجلّہ ''مخزن'' آپ کی خدمت میں ارسال کیا جا رہا ہے اور آپ سے اس سلسلے میں قلمی تعاون کی استدعا ہے۔

امید ہے آپ اس پرچے کی ادبی سرپرستی فرما کر ممنون فرمائیں گے۔

مخلص، وحید قریشی

ڈاکٹر مختار الدین احمد

معرفت ڈپارٹمنٹ آف عربک، مسلم یونیورسٹی، علی گڑھ، انڈیا

(۸۴)

۲۰ دسمبر ۲۰۰۳ء

قائد اعظم لائبریری، باغ جناح لاہور، پاکستان۔

مکرمی، تسلیم!

قائد اعظم لائبریری کے ادبی مجلّے ''مخزن'' کے چار شمارے آپ کی خدمت میں ارسال کیے جا چکے ہیں امید ہے کہ آپ ان سے مستفید ہوئے ہوں گے۔

مجلّے کا پانچواں شمارہ (جلد ۳ شمارہ ۱) ۲۰۰۳ء پیش خدمت ہے، آپ سے درخواست ہے کہ مخزن کے بارے میں اپنی قیمتی آراء سے ہمیں نوازیں، آپ سے قلمی تعاون کی بھی استدعا ہے۔

مخلص، وحید قریشی